January 2005

جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کا ترجمان
ماہنامہ
علم و عمل
لاہور
حدیث
نبی پاک ﷺ نے قربانی کے
جانور کے بارے میں فرمایا:
کہ قربانی کرنے والے کو اس
جانور کے ہر بال کے بدلے
میں ایک نیکی ملتی ہے
(سنن ترمذی ۱۸۰۱)
ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ
شمارہ نمبر: 15
جنوری 2005
فہم قرآن 2
علم حدیث 4
دینی دوستی اس کے ۳۰ فوائد 6
گناہوں سے دور رہنے کا شوق 8
ڈاڑھی کی اہمیت 10
فکر آخرت 13
امام احمدؒ کے بابرکت ملفوظات 20
ذبح کی اغلاط 21
واقعات شکر 22
مسائل قربانی 23
عید کی بدعات منکرات 25
گناہ چھوڑنے کا مجرب نسخہ 27
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیات 29
سود انعامی بانڈز بھی حرام ہیں 30
خواتین کا علم و عمل 31
مفتی محمد تقی عثمانی صاحب
بچوں کا علم وعمل 32
حدیث
جناب رسول
اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی الہ
وسلم
نے ۹ ذی الحجہ کے
روزے کو دو سال
کے گناہ مٹانے
والا قرار دیا ہے
(مسلم و ترمذی)
زیر سرپرستی
مصلح الامت حضرت مولانا
صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

فہرست ماہنامہ علم وعمل جنوری ۲۰۰۵ء

توحید کا بیان

شیخ التفسیر والحدیث حضرت
مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب
دامت برکاتہم

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا النَّاسُ	اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ	الَّذِيْ خَلَقَكُمْ	وَالَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (٢١)
اے لوگو!	عبادت کرو اپنے رب کی	جس نے تم کو پیدا کیا ہے	اور ان لوگوں کو	جو تم سے پہلے ہوئے	تاکہ تم بچ جاؤ

الَّذِيْ	جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ	فِرَاشًا	وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً	وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً
ذات وہ ہے	جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو	بچھونا	اور بنایا آسمان کو چھت	اور اس نے نازل کیا آسمان سے	پانی

فَاَخْرَجَ بِهٖ	مِنَ الثَّمَرٰتِ	رِزْقًا لَّكُمْ	فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا	وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (٢٢)
پس نکالے اس نے اس پانی کے ذریعے	پھل	رزق تمہارے لیے	پس نہ بناؤ اللہ کے ساتھ شریک	اور حالانکہ تم جانتے ہو۔

ربط میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ قرآن پاک میں ساری چیزوں سے زیادہ مشکل چیز ربط ہے۔ سورۂ فاتحہ میں ہدایت کا مطالبہ تھا اور سورۂ بقرہ کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت نامہ ملنے کی بشارت تھی کہ "جو ہدایت تم مانگتے ہو وہ اللہ تعالیٰ نے تم کو دے دی ہے۔" پھر اس ہدایت نامے کے بارے میں تین گروہ میں نے بتائے تھے۔ ایک وہ (گروہ) ہے جو دل سے بھی مانتا ہے زبان سے بھی مانتا ہے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک ان کا ذکر ہوا تھا۔ (دوسرا وہ گروہ) جو نہ دل سے مانتے ہیں نہ زبان سے مانتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے لے کر وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ تک ان کا ذکر ہوا تھا۔ (تیسرا وہ گروہ) جو زبان سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے (مگر دل میں ایمان نہیں منافق ہیں۔ سورۂ بقرہ کا دوسرا رکوع (ان) منافقوں کے بارے میں ہے۔ اب یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ ہدایت نامہ جو اللہ کی طرف سے تم کو ملا ہے (کتاب کی شکل میں) وہ کیا کہتا ہے۔ اصل الاصول تین عقیدے ہیں: پہلا توحید کا یہ بنیادی عقیدہ ہے، دوسرا رسالت کا، تیسرا قیامت کا (ان کے علاوہ) باقی جتنے عقیدے ہیں وہ ان کی طرف لوٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رکوع میں ان تینوں چیزوں کا ذکر فرماتے ہیں۔

تشریح و تفسیر: پہلے توحید (کا ذکر) ہے یٰاَيُّهَا النَّاسُ "اے انسانو" انسان کی تخصیص اس واسطے کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین کی خلافت انسانوں کے حوالے کی ہے۔ آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے کے بعد زمین کے خلیفے انسان ہی ہیں جنات ان کے تابع ہیں تو جو اصل ہوتا ہے خطاب اسی کو ہوتا ہے۔ "اے انسانو!" اس میں عربوں کی، عجمیوں کی، کالوں کی اور گوروں کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ "عبادت کرو اپنے رب کی وہ ذات جس نے تم کو پیدا کیا" اللہ تعالیٰ خالق ہے اور اس کی صفت خلق (پیدا کرنے کی صفت) اتنی واضح ہے کہ کوئی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ وہ جو پکے سکہ بند مشرک

ہوتے ہیں وہ بھی اس کو مانتے ہیں ۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ (الزخرف:۸۷) ''اگر تم ان سے سوال کرو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو ضرور کہیں گے ہم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے''۔تم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور صرف تم کو ہی پیدا نہیں کیا بلکہ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ''ان کو بھی (پیدا کیا) جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں (اور جو تمہارے بعد آئیں گے)''۔قیامت تک سب کا خالق پروردگار ہے۔ یہ عبادت کا حکم تم کو اس لئے دیا جاتا ہے۔لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ''تاکہ تم اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ'' عبادت کرو گے تم رب کی گرفت اور رب کے عذاب سے بچ جاؤ گے۔اللہ تعالیٰ اگرچہ نظر نہیں آتا لیکن اس کی قدرت کی دلیلیں اتنی واضح ہیں کہ کوئی اندھا بھی انکار نہیں کرسکتا یہ الگ بات ہے کہ کوئی ضد پر آجائے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم کو پیدا کیا ہے اس لئے کہ عبادت کرو تاکہ اللہ کی گرفت اور عذاب سے بچ سکو''(اللہ) وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت بنایا''اور تم اسی چھت کے نیچے چل پھر رہے ہو اور رہ رہے ہو۔''اور آسمان کی طرف سے پانی نازل کیا بارش کی صورت میں، اُس پانی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے مختلف پھل نکالے جو تمہارے لئے رزق ہے۔''براہ راست تم پھل کھاتے ہو رزق کے طور پر ان کو بیچ کر ان کی قیمت وصول کر کے ان کے دانے خریدتے ہو اور کھانے والی چیزیں خریدتے ہو۔یہ کون ہے؟ کس نے یہ بارش نازل کی؟ پھل نکالے کس نے یہ رزق تم کو دیا؟''پس اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ''تمہارا خالق وہی ہے پھلوں کا خالق بھی وہی ہے رب کا شریک کسی کو نہ بناؤ'' حالانکہ تم جانتے ہو کہ خالق وہی ہے''جب تم جانتے ہو کہ خالق وہی ہے تو پھر اوروں کو کس لئے شریک بناتے ہو۔

نیکی، آخرت اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنیاد کیسے حاصل ہو؟

ہماری عادت ہے کہ ہم بزرگوں، والدین، اور اساتذہ کی قدر عام طور پر مرنے کے بعد کرتے ہیں۔جبکہ ہماری نیکیوں کا مدار اور آخرت میں کامیابی کا راز اور حق تعالیٰ جل شانہ کی محبت کی بنیاد زندہ بزرگوں اور نیک لوگوں سے فائدہ اٹھانے پر ہے۔اسلئے ہمیں چاہئے کہ ہم علماء، صلحاء، بزرگوں کی فوری قدر کرتے ہوئے ان سے فیض حاصل کریں ان کی خدمت کریں اور خدمت میں آئیں جائیں اور دوسروں کو آگاہ کریں اور ان کے لئے ہمیشہ دعا گو رہیں۔ان سے دعائیں خوب کرواتے رہیں اور ان سے پوچھ پوچھ کر زندگی کے قیمتی قدم اٹھائیں۔ نہ یہ زندگی دوبارہ ملے گی نہ وہ بزرگ۔موقع سے فائدہ اٹھالیں۔اللہ والے قیامت تک رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ دیں۔ آمین

ہماری نیت کی قسمیں

حضرت مولانا صوفی
محمد سرور صاحب مدظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد:

ہماری نیت کی اچھی بُری کل سات قسمیں ہیں

ہمیں بُری نیت سے توبہ کرنی چاہیے اور ہمیشہ اچھی سے اچھی نیت کرنی چاہیے۔ سات کیسے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ نیت کرنے والا یا تو مومن مخلص ہوگا یا منافق ہوگا کہ اوپر اوپر سے مسلمان ہوگا دل میں کفر کے عقیدے ہوں گے جیسے آج کل بہت سے شیعہ ہیں یا مسلمان کہلاتے ہیں لیکن عقیدے دہریہ اور کیمونسٹوں کے ہیں یا حدیث کا انکار کرنے والے ہیں۔ منافق کی نیت اپنے سب کاموں میں یہ ہوتی ہے کہ لوگ ہمیں اچھا سمجھیں یہ بُری نیت ہے اگر منافق نہیں ہے بلکہ مخلص مومن ہے تو پھر وہ یا تو دل کی اصلاح میں مشغول ہوگا جسے اہل باطن کہتے ہیں یا مشغول نہیں ہوگا جس کو اہل ظاہر کہتے ہیں پھر اہل ظاہر یا تو عالم ہوگا یا عامی ہوگا یعنی عالم نہ ہوگا پھر عامی کے تین درجے ہیں۔ چھوٹے درجہ کا ہوگا یا درمیانہ درجہ کا ہوگا یا اونچے درجے کا سمجھدار ہوگا اگر کم سمجھ ہے تو اس کی نیت اچھے کاموں میں یہ ہوتی ہے کہ میں دنیا کی آفتوں سے بچا رہوں یہ بھی بُری نیت ہے اور اگر درمیانہ درجہ کا سمجھدار ہے تو اس کی نیت نیک کاموں میں آخرت کے عذاب سے بچنے کی ہوتی ہے یہ نیت کی تیسری قسم ہے اور اچھی نیت ہے اور یہ بھی اخلاص ہے دکھاوا نہیں ہے اور اگر اونچے درجے کا سمجھدار ہے تو وہ جنت کی نیت سے عمل کرتا ہے یہ نیت کی چوتھی قسم ہے اور اچھی نیت ہے جنت کی لذتوں کی نیت سے نیک کام کرنا بہت اچھی نیت ہے پانچویں قسم اہل ظاہر عالم کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے نیک کام کرتا ہے یہ بہت عمدہ نیت ہے اور اگر اہل باطن میں سے ہے تو پھر یا تو عوام میں سے ہوگا یا خواص میں سے ہوگا کہ اعلیٰ درجہ کا اللہ تعالیٰ کا ولی ہوگا۔ اگر عوام میں سے ہے تو اس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ میں کیا اور میری عبادت کیا میری عبادت تو گنا دکھلانے کے قابل ہے یا اللہ تو اپنے فضل وکرم سے میری عبادت کی غلطیوں کو معاف فرما اور اس کو عبادت میں شمار فرما یہ نیت کی چھٹی قسم ہے اور اچھی نیت ہے اور اعلیٰ درجہ کے اہل باطن حضرات کی نیت اپنی عبادات میں یہ ہوتی ہے کہ یا اللہ میری اس عبادت کو اپنے تعلق میں ترقی کا ذریعہ بنایئے اور اپنے قرب و رضا میں اونچے سے اونچے درجہ کا ذریعہ بنایئے یہ نیت سب سے اونچی ہے اور نیت کی یہ ساتویں قسم ہے۔ ہمیں فوراً اپنی نیت میں غور وفکر کرنا چاہیے اور اگر نیت میں کمزوری ہے تو فوراً توبہ کر کے اعلیٰ سے اعلیٰ نیت کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیں۔ آمین

یا رب العالمین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

کتبہٗ محمد سرور عفی عنہ

دینی دوستی اس کے 30 فوائد

ابو ناجیہ، لاہور

دینی دوستی کی ترغیب: (۱) حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ پیدا کرنے کے بعد نیک ساتھی اختیار کرنے سے باز مت رہنا۔ (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے بھائی کی وجہ سے بڑا اور باعزت ہوتا ہے۔

دوستی: نام ہے اس کا کہ انسان سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی کرے دنیا یا ذاتی غرض شامل حال نہ ہو۔

اصل دوستی: وہ ہے جو خدا تعالیٰ تک اور آخرت کی کامیابیوں تک پہنچائے لیکن اگر کسی کی دوستی اللہ تعالیٰ سے دور اور خیر سے غافل کرے تو ایسی دوستی جو ہے بھی میں ڈالنے کے قابل ہے

مقصدِ دوستی: دوست بنانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ لاشعوری طور پر اس کے رنگ میں رنگ جائیں، اس کے اخلاق وعادات آپ پر اثر انداز ہوں۔ اس لئے دوست بنانے سے پہلے اس کو پرکھیں، اس کے دین وعمل کا اندازہ کریں۔ اگر وہ نیک، مخلص ہو تو اس کی دوستی فائدہ بخش ہوگی ورنہ یہ دوستی نقصانِ عظیم کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ انسان اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے اس لئے تم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔ (ترغیب و ترہیب)

دوستی کرنے اور چھوڑنے کے اصول: اگر کسی دوست میں کوئی خامی، کمی یا بے اعتدالی ہو تو اس کا علاج یہ نہیں کہ آپ اس سے کنارہ کشی اختیار کر لیں بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ آپ اسے نرمی، محبت اور اخلاص سے سمجھائیں اس کی خامی دور کرنے کی کوشش کریں یہ آپ کا فرض اور اس کا حق ہے۔ ہاں اگر کسی صورت میں اس کی اصلاح نہ ہو سکے تو پھر اس کا علاج یہ ہے کہ اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی جائے۔

دینی دوستی کے (۳۰) فوائد

اللہ کے لئے محبت کرنا، اللہ کے لئے بغض رکھنا ۔۔۔ (۱) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ سب سے بڑا عمل ہے۔ (۲) ایمان کی مضبوط ترین کڑی ہے۔ (۳) ایمان کی علامت ہے (۴) اللہ تعالیٰ ضرور ایسے شخص کا اکرام فرمائیں گے (۵) اس سے حق تعالیٰ کی دوستی حاصل ہوتی ہے (۶) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لئے جنت میں گھر بناتے ہیں (۷) یہ حق تعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔ (۸) ایسے لوگ عرش کے سایہ تلے ہوں گے جس روز حق تعالیٰ کے سایہ کے علاوہ اور کوئی دوسرا سایہ نہ ہوگا۔ (۹) ایسے لوگ بروز قیامت پُرنور چہرے والے ہوں گے۔ (۱۰) ایسے لوگ بروز قیامت نور کے منبروں پر سوار ہوں گے (۱۱) ایسے لوگ بروز قیامت بے خوف ہوں گے (۱۲) ایسے لوگ کامل الایمان ہیں (۱۳) ایسے لوگ خندہ پیشانی سے ملتے ہیں (۱۴) ایسے لوگوں پر انبیاء، صدیقین اور شہداء رشک کریں گے (۱۵) ایسے لوگوں سے حق تعالیٰ خود محبت کرتے ہیں (۱۶) ایسے لوگ سرخ یاقوت کے ستون پر ہوں گے، ستون کے اوپر والے حصے پر ایک لاکھ بالا خانے ہوں گے جو اہل جنت کے لئے اس طرح چمکیں گے جس طرح دنیا والوں کے لئے سورج چمکتا ہے (۱۷) ان لوگوں کا لباس اور پہناوا سبز رنگ کا ہوگا جس سے نظریں چکاچوند ہوں گی (۱۸) ایسے لوگ ایمان کی حلاوت پا لیتے ہیں (۱۹) ایسی دوستی غموں، پریشانیوں اور مصائب کا علاج ہے (۲۰) ایسی دوستی باعث اجر وثواب ہے (۲۱) ایسی دوستی دل کو فرحت بخشتی ہے (۲۲) ایسی دوستی اپنی اصلاح کا سبب ہے **بقیہ صفحہ ۹ پر**

اولیاء اللہ کے اخلاق و اقوال

دل کی صفائی

مولانا عبدالرحمٰن صاحب
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی دل میں نہیں آتے جب تک اُس دل میں اللہ کے غیر موجود ہیں اور غیر اللہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ سے غافل کر دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہونے دے، درمیان میں رکاوٹ ہو۔ مثلاً مال و دولت، عزیز و اقارب، شکل وصورت، جب اس انداز سے دل کے اندر سما جائیں اور اللہ کے حکم کے ماننے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے میں کسی طرح رکاوٹ بن جائیں تو وہ سب اللہ کے غیر ہیں۔ اس بارے میں کسی صاحبِ دل نے کیا خوب کہا ہے ۔

دور باش افکار باطل دور باش اغیار دل
سج رہا ہے شاہ خوباں کیلئے در بار دل

یعنی جب تک باطل فکریں اور غیر نکلیں گے نہیں اس وقت تک اللہ تعالیٰ اُس دل میں نہیں آئیں گے۔

اسی طرح جتنے بھی اخلاق رذیلہ (بُرے اخلاق) ہیں تکبر، حسد، بُغض، کینہ، ریا، حب مال (مال کی محبت)، حب جاہ (مرتبہ ومنصب کی محبت)، حرص، غصہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے غیر ہیں جب تک یہ دل سے نہیں نکلیں گے اور ان کی اصلاح نہیں ہوگی اس وقت تک اللہ جل شانہ کا صحیح تعلق اور محبت نصیب نہیں ہو سکتی۔ اور ان کی اصلاح فرض ہے جس طرح نماز فرض ہے اور عادۃ اللہ یہی ہے کہ ان کی اصلاح کسی شیخ کامل اور اہل اللہ کی صحبت میں آنے جانے اور اُن سے اصلاحی تعلق قائم کرنے سے ہوتی ہے۔ اور بزرگوں کے ارشاد کے مطابق یہ تمام بُرے اخلاق کسی نہ کسی جانور کی صفت ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ جب دہلی کی جامع مسجد سے واپس آیا کرتے تھے تو اپنی پگڑی کا پلو (کنارہ) اپنی آنکھوں پر کر لیتے۔ اکثر ایسا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی بے تکلف نے پوچھا کہ حضرت ایسا کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے پہلے واضح نہ کیا۔ اس شخص نے بار بار اصرار کیا تو فرمایا کیا بتاؤں مجھے کوئی انسان نظر نہیں آتا۔ اس شخص کو بڑا تعجب ہوا تو حضرت شاہ صاحب نے اپنی پگڑی اتار اس کے سر پر رکھ دی تو اس شخص کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہوا۔

پھر فرمایا کہ جتنے بھی بُرے اخلاق ہیں وہ در حقیقت کسی نہ کسی جانور کے اخلاق وصفات ہیں مثلاً خنزیر میں بے حیائی کی صفت ہے جن میں بے حیائی غالب ہوتی ہے ان کی باطنی صورت اس جیسی ہوتی ہے اور کتے میں حرص ہے جو انسان حریص ہوتے ہیں ان کی باطنی شکل کتے جیسی ہوتی ہے۔ اور لومڑی میں حیلہ گری کی صفت اور اونٹ میں کینہ کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض اوقات صاحب نظر حضرات کو یہ حالات دکھا دیتے ہیں اور ان کو منکشف ہو جاتا ہے کہ اس شخص میں کون سی بُری خصلت ہے لہٰذا ان کی اصلاح کی خاص فکر کرنی چاہئے۔ اسی کو خواجہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ۔

آ میری بزم تمنا میں اب تو آ
دیئے تھے جو دھواں وہ دیے سب بجھا دیئے

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے باطن کی اصلاح فرما دیں۔
آمین ثم آمین

قیامت کیوں قائم ہو گی؟ کھیتی پک جانے کے بعد اگر اس پر درانتی نہ چلائی جائے، گندم اور بھوسا الگ الگ نہ کیا جائے تو یہ اس کھیتی کو ضائع کرنا ہے اسی طرح اگر اس عالم (دنیا) کی تربیت ختم ہو جانے کے بعد مومن اور کافر، نیک بخت اور بد بخت کو جدا نہ کیا جائے تو عالم کی تربیت کا ضائع اور بیکار ہونا لازم آئے گا

بگڑے علماء و صلحاء..... سلف صالحین یہ فرمایا کرتے تھے کہ اس امت (امت محمدیہ) کے علماء میں سے جو بگڑا وہ یہودیوں کے مشابہ ہوا۔ اس لئے کہ وہ اپنی اغراض کی وجہ سے کلمات الہیہ کی تحریف، تعلیمات الہیہ کے چھپانے، حق کو باطل کے ساتھ ملانے اور اہل علم و فضل کے حسد میں گرفتار ہوا جو کہ یہودیوں کے اخلاق ہیں۔ اور اس امت کے عُبّاد اور زُھاد (نیک بندوں) میں سے جو بگڑا وہ نصاریٰ (عیسائیوں) کے مشابہ ہوا۔ اس لئے کہ اس نے اپنی عبادت میں بجائے روشن شریعت اور سنت کے خواہشات نفس کا اتباع کیا اور نصاریٰ کی طرح تعظیم مشائخ میں اس درجہ کا غلو (زیادتی) کیا کہ اعتقاداً نہ سہی عملاً تو ضرور ان (نصاریٰ) کو رب اور ان کی قبور کو مساجد بنایا۔

ایک لطیف اشارہ: سورۃ فاتحہ آیت نمبر ۶ میں حق تعالیٰ سبحانہ نے صرف انعام کو اپنی جانب منسوب فرمایا غضب اور ضلال (گمراہی) کو اپنی جانب منسوب نہیں فرمایا۔ اس میں ایک لطیف اشارہ ہے وہ یہ کہ انعام محض اس کا فضل ہے جو بندوں پر بغیر کسی حق کے فرماتا ہے مگر غضب ابتداً نازل نہیں فرماتا بلکہ ان کی نافرمانی، حکم عدولی، گمراہی کے بعد اور صراط مستقیم کو چھوڑ کر غلط راہ اختیار کرنے پر نازل فرماتا ہے۔

سورۂ فاتحہ میں مذکور دس چیزیں

سورۃ فاتحہ میں دس چیزیں مذکور ہیں۔ پانچ چیزیں خدا تعالیٰ کے متعلق ہیں اور پانچ چیزیں بندوں کے متعلق ہیں۔

خدا تعالیٰ کے متعلق چیزیں: (۱) الوہیت (۲) ربوبیت (۳) رحمانیت (۴) رحیمیت (۵) مالکیت۔

بندوں کے متعلق چیزیں: (۱) عبادت (۲) استعانت (۳) طلب ہدایت (۴) طلب استقامت (۵) طلب نعمت۔

بندے کی یہ پانچ صفتیں اسی ترتیب سے خدا تعالیٰ کی پانچ صفتوں سے متعلق ہیں۔ اور کلام کے معنی یہ ہیں کہ اے خدا تعالیٰ! ہم خاص تیری عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ تو ہمارا اللہ یعنی معبود ہے۔ اور خاص تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اس لئے کہ تو ہی تمام جہانوں کا مربی اور پرورش کرنے والا ہے۔ اور تجھ ہی سے ہدایت کی درخواست کرتے ہیں اس لئے کہ تو رحمٰن ہے تیری رحمت اور مہربانی عام ہے۔ اور تجھ ہی سے استقامت کی التجا کرتے ہیں اس لئے کہ تو رحیم ہے تیری خاص رحمت خاص اہل ایمان اور اہل ہدایت ہی پر مبذول (متوجہ) ہے۔ اور تجھ ہی سے انعام کے امیدوار ہیں اس لئے کہ تو ہی جزاء وسزا کا مالک ہے۔ ایسی کامل نعمت ہم کو عطا فرما کہ جو غضب اور ضلال (گمراہی) کے شائبہ سے بالکل پاک ہو۔

(تفسیر کبیر ۱۵۱/۱)

(تسہیل و ترتیب: محمد طیب)

گناہوں سے دور رہنے کا شربت

محدث جلیل حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی قدس سرہ

عطاء سُلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ کی ایک گلی میں دیکھا کہ عُلَیان رحمہ اللہ (جو کہ اللہ بہت بڑے ولی تھے) ایک طبیب کے پاس کھڑے ہیں اور بلند آواز سے ہنس رہے ہیں حالانکہ ان کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ ہنستے نہیں ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ اے عُلَیان! آپ کس وجہ سے ہنس رہے ہیں؟ فرمایا مجھے اس طبیب کی وجہ سے ہنسی آئی جو دوسروں کو دوا دے رہا ہے حالانکہ وہ خود سخت بیمار ہے۔ میں نے کہا: اے عُلَیان! آپ کوئی دوا جانتے ہیں جس سے اس مریض طبیب کو شفا حاصل ہو جائے اور بیماری سے نجات مل جائے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں میں ایک خاص شربت جانتا ہوں جو آدمی اس شربت کو ایک دفعہ پی لے گا اللہ تعالیٰ اسے شفاء نصیب فرمائیں گے۔ میں نے کہا: اے عُلَیان! آپ اس دوائی یعنی شربت کے نسخے کی تفصیل بتا دیں (تا کہ وہ تیار کیا جا سکے) تو انہوں نے فرمایا کہ اس

دوائی کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں کہ درخت فقر کے چند پتے، درخت صبر کی جڑ، تواضع کی ہریڑ، اللہ کی معرفت کے درخت کا پھل، فکرِ آخرت کے درخت کی جڑ یا گوند۔ یہ سب اجزاء گناہوں پر ندامت کے ہاون دستہ میں اچھی طرح کوٹ کر باریک پیس لیں۔ پھر یہ چیزیں تقویٰ کی کڑاہی میں ڈال دیں اور انہیں حیاء کے پانی سے اچھی طرح بھگو دیں۔ پھر اس کڑاہی کے نیچے محبت ربانیہ (اللہ کی محبت) کی لکڑیوں کی آگ جلائیں اور اتنا جوش دیں کہ جھاگ اوپر آ جائے۔ پھر یہ مرکب معجون رضاء اللہ (اللہ کی رضا) کے برتن میں ڈال دیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کا پنکھا اسے ٹھنڈا کرنے کے لئے خوب چلائیں۔ اس کے بعد فکرِ آخرت کے پیالہ میں اسے تھوڑا تھوڑا ڈالتے جائیں اور وقتاً فوقتاً استغفار کے چمچ سے اسے چکھتے رہیں اور کھاتے رہیں۔ اس دوا کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کبھی بھی گناہوں کے قریب نہیں جائیں گے

عزیزانِ کرام! آج کل کے مسلمان عملی طور پر بڑے کمزور ہیں انہیں اس قسم کے روحانی امراض کے نسخے اور شربت استعمال کرنے کا نہ شوق ہے اور نہ فکر بس وہ دنیا کی فکر، رزق کی فکر اور جاہ (عزت) کی فکر میں غرق ہیں۔ (اے مسلمان بھائیو!) دنیا کے لئے صرف اتنی فکر اور محنت کریں جتنا آپ نے دنیا میں رہنا ہے اور آخرت کے لئے اتنی محنت اور فکر کریں جتنا آپ نے وہاں رہنا ہے۔ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آپ اتنی کوشش کریں آپ اس کے محتاج ہیں اور گناہ اتنے کریں جتنا آپ میں عذاب سہنے کی طاقت ہے۔ جب رزق یا کسی چیز کی ضرورت ہو تو اسی ذات سے مانگیں جو کسی کی محتاج نہیں۔ ؎

مت کر مت کر تو فکرِ باطل باز آ
ان خام خیالیوں سے اے دل باز آ
فکرِ دنیا سے شادمانی کیسی؟
ہو گا نہ وصل نہ واصل باز آ

(ماخوذ از ترغیب المسلمین)

غیبت کرنے والے کی مثال: کہا گیا ہے کہ غیبت کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے جھولا لگایا ہوا ہو اور اس سے اپنی نیکیاں دائیں بائیں اور مشرق و مغرب میں پھینک رہا ہو۔

صدقہ وخیرات کا ثواب.....اللہ کا سلام اور ہدیہ

از بہشتی زیور

جناب علی بہادر صاحب بنوں

(۱) حدیث میں ہے کہ ایک سائل ایک عورت کے پاس اس حالت میں آیا کہ اس عورت کے منہ میں لقمہ تھا۔اس عورت نے وہ لقمہ منہ سے نکالا اور اس سائل کو دیدیا، اس کے پاس اور کچھ دینے کو نہ تھا۔اس لئے اس نے ایسا کیا۔پھر تھوڑی ہی مدت میں ایک لڑکا اس عورت کے پیدا ہوا۔پھر جب وہ لڑکا کچھ بڑا ہوا۔ایک بھیڑیا آیا اور اس کو اٹھا لے گیا پس وہ عورت بھیڑیئے کے پیچھے دوڑتی ہوئی نکلی یہ کہتی ہوئی میرا بیٹا میرا بیٹا میرے بیٹے کو بھیڑیا لے جاتا ہے۔جو مدد کر سکتا ہے وہ مدد کرے۔تو حکم فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو کہ بھیڑیئے کے پاس جا اور لڑکے کو اس کے منہ سے چھڑا لے اور حق تعالیٰ نے فرشتے سے کہا کہ اس کی ماں سے کہہ کہ اللہ تجھ کو سلام فرماتا ہے کہ یہ لقمہ کا بدلہ ہے۔دیکھو صدقہ کی یہ برکت ہوئی کہ لڑکا جان سے بچ گیا اور ثواب بھی ہوا۔خوب صدقہ کیا کرو تا کہ دین و دنیا میں چین سے رہو۔(رواہ ابن عسکری)

(۲) حدیث میں ہے کہ نیکی کی جگہ بتلانے والا مثل نیکی کرنے والے کے ہے (ثواب میں)۔یعنی جو شخص خود کوئی سلوک نہ کرے مگر اہل ضرورت کو ایسی جگہ کا پتہ بتلا دے یا اس کی سفارش کر دے جہاں اس کا کام ہو جائے تو اس بتلانے والے کو مثل اس نیکی کرنے والے کے ثواب ملے گا جو خود اپنی ذات سے کسی کی مدد کرے۔(بزار)

(۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سائل سے انکار نہیں فرمایا اگر ہوا دیدیا ورنہ وعدہ فرمالیا کہ جب حق تعالیٰ دے گا اس وقت تم کو دیدیں گے۔اور تا حیات (تمام عمر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے گھر والوں نے دو روز برابر کبھی پیٹ بھر کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی۔کیسی بے رحمی کی بات ہے کہ باوجود گنجائش کے اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد نہ کرے اور خود چین و سکون سے رہے۔

(۴) حدیث میں ہے کہ مومن کیلئے اللہ تعالیٰ کا ہدیہ ہے کہ سائل ان کے دروازے پر آئے (رواہ الخطیب) ہدیہ اچھی طرح قبول کرنا چاہئے۔خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ہدیہ پس سائل کی خوب خدمت کرنی چاہئے۔

(۵) حدیث میں ہے کہ صدقہ کرو اور اپنی مرضوں کی دوا کرو صدقہ کے ذریعہ سے۔اس لئے کہ صدقہ مرضوں اور بیماریوں کو دور کرتا ہے اور تمہاری عمر اور نیکیوں میں زیادتی کرتا ہے۔(بیہقی)

(۶) حدیث میں ہے کہ کوئی اللہ عزوجل کا ولی نہیں پیدا کیا گیا مگر سخاوت اور اچھی عادت پر (دیلمی) یعنی اللہ کے دوستوں میں سخاوت اور اچھی عادت ضرور ہوتی ہے

(بہشتی زیور حصہ سوم)

بقیہ دینی دوستی کے فوائد

(۲۳) ایسی دوستی عبادت میں ترقی کا ایک اہم ذریعہ ہے (۲۴) ایسی دوستی فراخی میں خوشی اور تنگی میں سہارے کا باعث ہوتی ہے (۲۵) ایسی دوستی بے غرض ہوتی ہے (۲۶) ایسی دوستی سے نیک صحبت میسر آتی ہے (۲۷) ایسی دوستی پائیدار ہوتی ہے (۲۸) ایسی دوستی نفع کا باعث ہے اس میں نقصان نہیں ہے (۲۹) ایسی دوستی سب سے بہترین خزانہ ہے (۳۰) اگر ایسی دوستی نصیب ہو جائے تو یہ بہت بڑی خیر خواہی ہے لہٰذا ایسی دوستی کی حفاظت کرنی چاہئے۔

(ماخوذ از دینی دوست)

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صحیح معنوں میں بھائی بھائی بنا دے۔آمین ثم آمین

ڈاڑھی کی اہمیت

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہم کے ڈاڑھی کی اہمیت سے متعلق اہم ارشادات

مرتب: جناب محمد راشد خان صاحب
ڈیرہ اسماعیل خان

فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مونچھوں کو کتاؤ ڈاڑھی کو بڑھاؤ۔ آج امت اس کے بر عکس مونچھوں کو بڑھاتی ہے اور داڑھی کو کتاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایک مشت اپنی مٹھی سے ڈاڑھی کو پکڑ کر زائد کو قطع فرمایا ہے معلوم ہوا کہ اس معاملہ میں حجام کی مٹھی معتبر نہیں۔ اپنی مٹھی سے پکڑ کر زائد کو قطع کرنا جائز ہے اور دائیں طرف سے اور بائیں طرف بھی ایک مٹھی اسی طرح واجب ہے۔ فقہاء نے ڈاڑھی کے کترانے اور منڈانے کو حرام لکھا ہے۔ جس طرح بقر عید کی نماز واجب ہے جس طرح نماز وتر واجب ہے جس طرح قربانی واجب ہے اتنا ہی ضروری ڈاڑھی رکھنا بھی ہے اور ڈاڑھی شعائر اسلام سے ہے میں نے ایک مرتبہ سفر حج میں بحری جہاز کے اندر ڈاڑھی پر بیان کیا۔ الحمد للہ بہت سے لوگوں نے ڈاڑھی رکھ لی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم کہتے نہیں ہم پر مایوسی طاری ہے۔ ایسا ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا کر کے بار بار کہتے رہئے۔ بعض لوگوں کو علم صحیح نہ ہونے سے اس کی اہمیت نہیں ہوتی۔ وہ فوراً تائب ہو جاتے ہیں اور ڈاڑھی رکھ لیتے ہیں۔

فرمایا: سکھ ڈاڑھی رکھ کر ان کے بھنگی بھی ہمارے صالحین کی نقل سے سردار کہلاتے ہیں اور ہم وضع صلحا کی چھوڑ کر سردار ہو رہے ہیں۔ ڈاڑھی منڈانا یا کترانا دراصل یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی ڈاڑھی کی وضع کو گھٹیا سمجھا اور انگریزوں کے چہروں کو بڑھیا سمجھا۔ ایمان کی خیر منایئے۔

فرمایا: حدیث پاک میں ہے کہ کُلُّ امتی معافا الا المجاھرون۔ "میری ساری امت قابل عفو و معافی ہے سوائے ان لوگوں کے جو اعلانیہ کھلا کر گناہ کرتے ہیں"۔ بھائیو! ڈاڑھی منڈانا اعلانیہ گناہ ہے اور بعض گناہ تو تھوڑی دیر کا ہوتا ہے اتنی دیر کا گناہ لکھ لیا جاتا ہے اور ڈاڑھی منڈانے والا تو ہر وقت مجرم ہے سو رہا ہے پھر بھی گناہ لکھا جا رہا ہے۔ ۲۴ گھنٹے گناہگار ہے حق تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ آمین

فرمایا: جب صورت شکل میں کسی غیر کی اتباع کی جاتی ہے تو اس کی دو وجوہ ہیں۔ محبت یا عظمت پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی صورت (ڈاڑھی شرعی) نہ بنانا علامت ہے کہ محبت یا عظمت غیر قوموں کی دلوں پر چھا گئی ہے۔

فرمایا: میونسپلٹی کے باغ سے پھول توڑنا ممنوع ہوتا ہے حکام اس کا انتظام کرتے ہیں۔ پس چہرہ پر ڈاڑھی یہ باغ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا، یہ سرکاری سبزہ ہے اس کو کتانا کیسے جائز ہوگا۔ سفر حج میں بعض لوگوں کو اشراق اور اوابین اور تہجد کا پابند پایا بلکہ مجھ سے ایک گھنٹہ قبل ہی عبادت میں مشغول رہتے اور مجھے رشک آتا لیکن ڈاڑھی منڈانے سے باز نہ رہتے جو واجب ہے۔ نوافل کا تو اہتمام اس قدر اور واجب کے ساتھ یہ معاملہ۔ سمجھانے سے بہت سے لوگوں نے ڈاڑھی رکھ لی کیونکہ علمی غلطی میں مبتلا تھے۔ ڈاڑھی کو صرف سنت سمجھتے تھے۔ جب اسکا واجب ہونا بتایا گیا تو آنکھیں کھل گئیں

فرمایا: جس درخت سے پتے گرنے لگیں تو درخت کے ڈاکٹر سے مشورہ کر کے اس میں کھاد پانی ڈالتے ہیں۔ پس جس کے چہروں سے محمدی باغ کے سرکاری سبزہ میں کمی آ رہی ہو اور اس سرکاری درخت کے پتے جھڑ رہے ہوں فوراً دین کے ڈاکٹروں یعنی اللہ والوں سے رجوع کیا جائے وہ اس کی دوا اور غذا تجویز کر دیں گے اور دعا بھی کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ پھر آپ کے چہرہ پر کچھ اور ہی رونق اور باغ محمدی کے سبزے نظر آئیں گے۔

فرمایا: حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور نے ایک صاحب سے

بقیہ صفحہ ۴۲ پر

قسط 6

مسواک اور برش

مسواک کے فوائد طب کی رو سے

(۱) نظام انہضام کی درستگی: غذا کے درست ہضم کے لئے دانتوں کی صحت وصفائی کا لحاظ بیحد ضروری ہے۔ منہ عمل انہضام کا پہلا راستہ ہے اس لئے دانتوں کی مضبوطی، کمزوری یا خرابی وغیرہ کا اثر نظام ہضم پر ہوتا ہے اور منہ کی صفائی جس طرح مسواک سے ہوتی ہے اس طرح برش سے نہیں ہوتی۔ (۲) امراض کثیرہ سے بچاؤ: دانتوں کی خرابی کے زہر کی وجہ سے بیسیوں امراض جنم لیتے ہیں چنانچہ بدہضمی، پیچش، اسہال، قبض وغیرہ امراض دانتوں کی خرابی کی وجہ سے ہوتے ہیں اور یہ امراض ان جراثیم کی وجہ سے جنم لیتے ہیں جو دانتوں میں ہوتے ہیں۔ اور یہ جراثیم جس طرح مسواک سے صاف ہوتے ہیں اس طرح برش سے صاف نہیں ہوتے۔ (۳) قدرتی اجزاء کی فراہمی: دانتوں کی صفائی کے لئے اگرچہ ٹوتھ پیسٹ اور نت نئے ٹوتھ پاؤڈر اور منجن مروج ہیں لیکن تجربے اور مشاہدے نے ثابت کیا ہے کہ دانتوں کی صفائی اور بقا کے لئے مسواک ہی سب سے بہتر ہے کیونکہ برش اور پیسٹ کے استعمال سے پائیوریا اور دانتوں کے دیگر امراض پیدا ہو جاتے ہیں جبکہ مسواک کو قدرت نے ایسے دوائی اجزاء سے سرفراز کیا ہے کہ اس کا استعمال دانتوں کی صحت اور بقا کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ (۴) جراثیم اور آلائش کی صفائی: مسواک نہ صرف مادی طور پر دانتوں کو صاف کرتی ہے بلکہ مسوڑھوں میں موجود جراثیم و آلائشوں کو بھی نکالتی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان نقصان دہ جراثیم کو اپنے جراثیم کش اثرات کے ذریعے ختم کرتی ہے جو مسوڑھوں اور دانتوں کی بوسیدگی کا باعث بن سکتے ہیں۔ (۵) دانتوں کے عضلات کی ورزش مسواک کرنے سے دانتوں اور مسوڑھوں کے عضلات (پٹھوں) کی ورزش ہوتی ہے اور ان کے دوران خون میں اضافہ ہوتا ہے نیز مسواک کرنے سے جبڑے کی ہڈی کو بھی تقویت پہنچتی ہے (۶) دائمی نزلہ کا تریاق: ایک پتھالوجسٹ کہنے لگے میرے تجربے اور تحقیق میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مسواک دائمی نزلے کے لئے تریاق ہے حتیٰ کہ اس کے مستقل استعمال سے ناک اور گلے کے اپریشنز کے چانسز بہت کم ہو جاتے ہیں۔ (۷) بلغم کا اخراج: دائمی نزلہ کے وہ مریض جن کا بلغم رکا ہوا ہوتا ہے وہ مسواک کے استعمال سے خارج ہو جاتا ہے اور دماغ ہلکا ہو جاتا ہے۔ (۸) جلد کی حفاظت: مسواک کرنے سے چہرے وغیرہ پر جھریاں جلدی نہیں پڑتیں۔ (۹) ہضم میں آسانی اور بھوک کا لگنا: مسواک کرنے سے تھوک خوب بہتا ہے جو دانتوں کو لیکٹک ایسڈ لگنے سے روکتا ہے جو دانتوں کے لئے مضر (نقصان دہ) ہے۔ نیز یہ کہ جتنا تھوک زیادہ بہتا ہے اتنا ہی معدے میں گیسٹرک جوس بنتا ہے جو کھانے کو ہضم کرتا ہے اور بھوک لگاتا ہے۔

برش کی مضرت طب کی رو سے : برش میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ایک روز استعمال کر لینے کے بعد دوسرے دن استعمال سے پہلے جب تک اس کو کھولتے پانی میں نہ ڈالا جائے وہ قابل استعمال نہیں ہوتا کیونکہ کھولتے پانی میں ڈالے بغیر برش میں بہت جراثیم

پیدا ہو جاتے ہیں لہذا ایسے برش کا استعمال بہت سی بیماریوں کا باعث بن جاتا ہے۔اس کے برخلاف مسواک میں جو سخت ریشے ہوتے ہیں وہ برش کا کام دیتے ہیں اور اس کے اوپر جو چھلکا ہوتا ہے اس میں جراثیم ہلاک کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔

برش کا استعمال شریعت کی رو سے:

برش اگر خنزیر کے بالوں کا ہے تب تو اس کا استعمال بالکل ناجائز ہے اور اگر مشکوک ہے تو اس کا چھوڑ دینا بہتر ہے اور اگر مشکوک نہیں تو اس کا استعمال جائز ہے۔لیکن بلا ضرورت برش سنت مسواک کے قائم مقام نہ ہوگا کیونکہ سنت مسواک لکڑی ہی سے ثابت ہے۔البتہ اگر کسی وقت مسواک کے قابل لکڑی موجود نہ ہو تو صرف برش یا انگلی وغیرہ سے دانت صاف کر لینا ضرورت کی وجہ سے مسواک کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔(فضائل مسواک ص ۴۲)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

برش یا انگلی سے ضرورت شدیدہ کے وقت ہی مسواک کی سنت کا ثواب پایا جا سکتا ہے۔بعض لوگ مسواک حاصل کرنے کا کوئی اہتمام ہی نہیں کرتے اور برش یا انگلی ہی کو مسواک کا قائم مقام سمجھ کر استعمال کرتے رہتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہئے۔بلکہ اگر مسواک کا ثواب عظیم پیش نظر رہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ثواب عظیم کو پانے کے لئے چند روپے خرچ نہ کر ڈالے۔

فائدہ : رہا منجن اور ٹوتھ پاؤڈر (ڈنٹونک منجن وغیرہ) تو ان کا استعمال کرنا جائز ہے بشرطیکہ ان میں کسی ناپاک چیز کی آمیزش نہ ہو البتہ ان چیزوں کے استعمال سے سنت ادا نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں تا زندگی مسواک کرنے اور دیگر سنن و مستحبات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین ثم آمین)

معلومات قرآنی

الحمد نماز کا اہم جزو ہے، اس کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی، چونکہ دن رات میں پانچ نمازیں ہیں، اس نسبت سے قرآن مجید کی پانچ سورتوں کا آغاز بھی اللہ تعالیٰ کی حمد سے ہوتا ہے:(۱)سورۂ فاتحہ (۲)سورۂ انعام (۳)سورۂ کہف (۴)سورۂ سبا (۵)سورۂ فاطر

(۲)اللہ پاک نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ سورتوں کے آغاز میں حرف نداء سے خطاب فرمایا

(۱)يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ(سورۂ احزاب)(۲)يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ(سورۂ تحریم)(۳)يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ(سورۂ طلاق)(۴)يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ(سورۂ مزمل)(۵)يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ(سورۂ مدثر)

(۳)اللہ پاک نے اس امت کو بھی پانچ سورتوں کی ابتدا میں حرف ندا سے خطاب فرمایا:

(۱)سورۂ نساء (۲)سورۂ مائدہ (۳)سورۂ حج (۴)سورۂ حجرات (۵)سورۂ ممتحنہ۔

(۴)پانچ سورتوں کا آغاز فعل تسبیح سے ہوا ہے:

(۱)سورۂ حدید (۲)سورۂ صف (۳)سورۂ جمعہ (۴)سورۂ تغابن (۵)سورۂ اعلیٰ۔

نوٹ: ان دو میں ماضی، دو مضارع اور ایک فعل امر ہے۔

(۵)پانچ سورتوں کا آغاز لفظ ''قل'' سے ہوا ہے:

(۱)سورۂ جن (۲)سورۂ کافرون (۳)سورۂ اخلاص (۴)سورۂ فلق (۵)سورۂ ناس۔

(۶)قرآن مجید میں تین سورتوں کی ابتدا بددعا سے ہوئی

(۱)وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ (۲)وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ (۳)تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ.

(۷)قرآن مجید کی انتیس سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں۔

(از افادات آثار التنزیل جلد اول)

﴿جناب عبدالجبار صاحب، ملتان روڈ لاہور﴾

فکر آخرت

بقلم حضرت اقدس مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

حالات و کمالات حضرت مخدوم الامت مفتی محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ رمضان المبارک میں تھانہ بھون جانے کا ارادہ بھی تھا لیکن دوسو روپے قرضہ تھا فکر تھی کہ یہ کیسے ادا ہوگا؟ نہ جاؤں تو یہاں روپیہ کمانے کا انتظام کروں۔ لیکن چلا گیا، حاضر ہو کر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا فوراً فرمایا'' دوسو روپے بھی کوئی چیز ہیں، علماء کے جوتوں کی خاک ہیں''، اور میرا ہاتھ اس وقت چھوڑا جب وہ فکر دل سے نکال دیا۔ بعد میں کسی صاحب نے مشکوٰۃ وغیرہ پڑھنی شروع کی اور جلدی ہی دوسو روپے ہو گئے۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلی مرتبہ جب میں تھانہ بھون میں حاضر ہوا تو وہ ۱۳۴۲ ہجری تھی۔ ہر سال رمضان المبارک کی طویل چھٹیوں میں تھانہ بھون حاضری ہوتی تھی۔ احقر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تئیس (۲۳) سال اپنے شیخ باطن سے استفادہ فرمایا اور یہی مدت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی قرب میں مقام صدیقیت کے مشابہ کوئی مقام حاصل تھا۔ برادر محترم مولانا آصف خان صاحب مدظلہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا جلیل احمد صاحب شیروانی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) نے احقر کے پاس اپنے شیخ یا دادا شیخ کا ملفوظ نقل فرمایا کہ جو خادم اپنے شیخ کے وصال کے بعد اس کے بال بچوں کی خدمت کا زیادہ خیال کرے، اسکو اپنے شیخ سے مقام صدیقیت حاصل ہوتا ہے یہ خصوصی سعادت بھی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہوئی کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی چھوٹی اہلیہ محترمہ لاہور حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے آئیں اور حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت پیرانی صاحبہ (رحمہا اللہ تعالیٰ) کی خدمت و احترام میں بہت کوشش فرمائی تادم تحریر حضرت پیرانی صاحبہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش سے حاصل شدہ مکان میں لاہور میں تشریف فرما رہیں اور حضرت کے صاحبزادگان و متعلقین حضرت پیرانی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ کو راحت پہنچانے اور خوش رکھنے کو اپنی سعادت شمار فرماتے تھے۔

احقر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان فکر آخرت کے متعلق کچھ عرض کر رہا تھا، حضرت بار بار یہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ کے پاس انسان کو سنگ پارس مل جاتا ہے، جو پتھر کو سونا بنا دیتا ہے۔ اس ارشاد گرامی کی احقر راقم الحروف کے نزدیک مختلف تفسیریں ہیں: (۱) یہ کہ شیخ گر سکھلاتا ہے کہ مباح کاموں میں بھی اچھی نیت کر لیا کرو مثلاً سونے میں یہ نیت کر لی کہ بدن کی تھکاوٹ دور ہو تا کہ اٹھ کر تازہ دم ہو کر عبادت کر سکوں۔ کھانے میں یہ نیت کر لی کہ قوت حاصل ہو تا کہ عبادت کر سکوں۔ جائز ملازمت میں یہ نیت کر لی کہ بیوی بچوں کے حقوق جو واجب ہیں وہ ادا ہو سکیں۔ بیوی بچوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے میں یہ نیت کر لی کہ ان کے حقوق ادا ہوں اور توجہ غیر عورتوں کی طرف نہ ہو وعلیٰ ھذا القیاس۔ اس طرح مباح کام جو آخرت میں اینٹوں اور پتھروں کا درجہ رکھتے ہیں وہ نیت کا مقام حاصل کر لیں گے اور سونا بن جاویں گے۔ (۲) شیخ کے پاس جا کر انسان جو پتھر کی طرح نالائق اور بیکار سا ہوتا

ہے شیخ کی تربیت سے کام کا مثل سونے کے بن جاتا ہے۔ (۳) جو چیزیں پہلے معمولی نظر آتی تھیں شیخ کے پاس جا کر تعلق مع اللہ کی برکت سے وہ انتہائی لذیذ بن جاتی ہیں۔ مثلاً کھانا پہلے صرف بھوک مٹانے کے لئے یا مٹھاس کھٹاس کی لذت کیلئے کھاتا تھا اور اب تحفہ محبوب حقیقی کی حیثیت سے کھائیگا تو اسکی حیثیت کئی گنا بڑھ جائیگی۔

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بار بار بڑے مزے سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد نقل فرمایا کرتے تھے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ "دھن دھن اور تن من میں مزا ہے (یعنی گانے باجے میں) مزا تو علم میں ہے اور اس سے بڑھ کر عمل میں ہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب خود مجلس میں ارشادات عالیہ سے آنیوالوں کو نوازا کرتے تھے تو اس زمانہ میں حضرت کے ارشادات کا ایک بڑا حصہ دنیا کی ناپائیداری اور آخرت کے شوق دلانے میں ہوتا تھا، مجلس پر عجیب اثر ہوتا تھا۔ عموماً حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک پر دستار مبارک ہوتی تھی اور خوب عاشقانہ اور مستانہ انداز میں جھوم جھوم کر حب حق اہمیت ذکر، فکر آخرت اور کمالات حضرت شیخ بیان فرمایا کرتے تھے، کیا عجیب مجلس تھی! "از دل خیزد بر دل ریزد" کا مصداق تھا۔ بعض خدام بھی وجد کی حالت میں ہوتے تھے۔ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب خلیفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو ہمیشہ مجلس کے آخر میں چیخیں مار مار کر رویا کرتے تھے اور حضرت چودھری روشن علی صاحب رحمہ اللہ بھی کبھی کبھی ضبط نہ کر سکتے اور ہچکیاں لے لے کر رویا کرتے تھے۔ دلگیر ہونے سے اور فکر آخرت میں سرشار ہونے سے تو کوئی اہل مجلس بھی خالی نہ رہتا ہوگا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس تربیت میں تو یہ حالت ہوتی ہی تھی سفر میں بھی ہر ہر ملنے کیلئے آنیوالے کے ساتھ دین ہی کی باتوں کا تذکرہ اور مناقب شیخ اور توجہ الی اللہ اور فکر آخرت ہی کی باتیں رہتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کراچی تشریف لیجا رہے تھے احقر ان دنوں ملتان میں تھا، اطلاع ہونے پر احقر خانیوال آ گیا وہاں سے ملتان تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ گیا۔ جب ملتان گاڑی پہنچی تو کچھ احباب ملنے کیلئے آئے اور اکے آتے ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فکر آخرت اور دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ بہت زور شور سے شروع فرمایا اور بہت دیر تک ارشادات عالیہ سے نوازتے رہے ایک آگ تھی فکر آخرت کی جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلب مبارک میں لگی ہوئی تھی ہر ملنے والے کے دل میں وہ آگ لگانا چاہتے تھے۔ یا اللہ ہمیں بھی اپنے فضل وکرم سے فکر آخرت نصیب فرما۔ (آمین)

بقیہ بچوں کا علم و عمل

کمر پر لاد کر لے جاؤں گا چنانچہ درندے نے یہ سن کر اپنی کمر جھکالی اور آپ اس پر لکڑیاں لاد کر شہر لے گئے اور وہاں اس کی پشت پر سے لکڑیوں کا گٹھڑ اتار کر اس کو رخصت کر دیا۔ ﴿۵﴾۔۔۔ کتاب احیاء العلوم میں ابراہیم ارقی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو الخیر الدیلمی التیناتی سے ملاقات کرنے کا ارادہ کیا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو وہ مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ سورۂ فاتحہ انہوں نے صحیح نہیں پڑھی اس پر مجھے خیال آیا کہ میرا سفر تو بیکار گیا یعنی اس جاہل شخص سے مجھے کیا فیض پہنچ سکتا ہے؟ جب صبح ہوئی تو میں استنجا کے لیے باہر نکلا تو ایک درندہ پھاڑنے کیلئے میری طرف بڑھا۔ میں نے واپس آ کر شیخ ابوالخیر الدیلمی سے عرض کیا یہ سن کر شیخ باہر نکلے اور درندے سے بلا کر کہا کہ میں نے تجھ کو نہیں کہا تھا کہ میرے مہمانوں کو مت ستانا۔ درندہ یہ سن کر چلا گیا جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہو کر واپس آیا تو شیخ نے فرمایا کہ تم لوگ ظاہری حالت کی درستگی میں مشغول ہو لہٰذا تم درندوں سے ڈر جاتے ہو اور ہم باطنی حالت کی درستگی میں مشغول ہیں لہٰذا شیر ہم سے ڈرتا ہے

احسن المکاتیب

مکاتیب حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ بنام حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ

مکتوب نمبر ۱۲

حال: حضرت والا نے جو علاج شہوت کے کم کرنے کا تجویز فرمایا ہے احقر کو اس سے بے حد تسلی ہوئی ہے۔ البتہ موت اور قبر اور اسکے بعد کے احوال کو سوچنے کا طریقہ احقر کے ذہن میں یہ آیا ہے کہ حضرت والا کوئی ایسا رسالہ بتلا دیویں جس میں اس کے متعلق بہت سے مضمون ہوں تا کہ احقر اس کو غور سے پڑھ لے اور حضرت والا کوئی وقت تجویز فرما دیویں کہ اس وقت ان مضامین کو ذہن میں لا کر احقر سوچتا رہا کرے۔ خط کے جواب آنے سے پہلے احقر رات کو ایسی باتیں سوچتا رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ارشاد: طریق تو ظاہر ہے کہ موت میں جو ہوگا اور قبر میں جو ہوگا اس کو اپنے پر وارد کرے کہ ایسے ایسے مرحلے سے گزرنا ہے اور بچاؤ کا ذریعہ معاصی سے بچنا ہے۔ اس وقت تو کوئی رسالہ یاد نہیں (البتہ) جزاء الاعمال کا مطالعہ کر لیا کرو۔

حال: اسی طرح انعامِ الٰہی کے مراقبہ کا ارادہ ہے جس طرح حضرت والا تجویز فرماویں گے، احقر فوراً اس پر عمل شروع کرے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ارشاد: طریق اس کا بھی ظاہر ہے۔

حال: (گذشتہ خط میں) حضرت والا نے جو اہلِ محبت کی صحبت کے متعلق فرمایا ہے تو احقر عرض کرتا ہے کہ احقر روزانہ عصر سے مغرب کے قریب تک حضرت مولانا خیر محمد صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں بیٹھتا ہے، آپ مدرسہ کے کام میں اس وقت بھی مشغول ہی ہوتے ہیں، کبھی کبھی توجہ فرمایا کرتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے پاس بھی احقر روزانہ آدھ گھنٹہ یا پون گھنٹہ کے قریب بیٹھا کرتا ہے۔ حضرت مولانا محمد شریف صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) میرے استاد ہیں۔ ان سے بھی کبھی کبھی کوئی بات پوچھا کرتا ہوں۔ انہوں نے اصول الوصول کتاب پڑھنے کو بتلایا ہے تا کہ اصلاح میں آسانی رہے اگر حضرت والا فرماویں تو اس کا مطالعہ جاری رکھوں، ورنہ نہیں۔

ارشاد: سبق کی کتابیں زیادہ یاد کرو۔

حال: اس کے علاوہ خوش قسمتی سے حضرت طور شاہ صاحب (رحمہ اللہ تعالیٰ) ہمارے ساتھ والے کمرے میں تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی خدمت کا موقع ملتا رہتا ہے۔ ان سب صحبتوں کے باوجود شدت سے دل میں یہ تقاضا رہتا ہے کہ احقر حضرت والا کی مجلس میں کچھ دیر بیٹھے اور حضرت والا کے ارشادات سے فائدہ اٹھائے۔ سبق الحمدللہ اچھی طرح یاد ہو جاتا ہے اور استاد صاحب کو اچھی طرح سنا دیا جاتا ہے، احقر نے جو اوپر لکھا ہے کہ احقر ان ان بزرگوں کی خدمت میں بیٹھتا ہے اور ان ان بزرگوں سے پوچھتا ہے تو یہ اس طریق میں کہیں مضر تو نہیں؟ اگر یہاں پر احقر کیلئے ایک ہی بزرگ کی صحبت مناسب ہو تو فرما دیویں۔

ارشاد: دل کے سکون کو دیکھو جہاں نصیب ہو وہاں بیٹھو

حال: احقر غیبت کرنے سے تو اکثر بچا رہتا ہے مگر سننے کا گناہ اکثر اسی طرح ہو جاتا ہے کہ کمرے میں دوسرے ساتھی کبھی کبھی غیبت کرتے ہیں تو ان کو روکنا یا کانوں میں انگلی دینا یا اُٹھ جانا دشوار نظر آتا ہے کیونکہ وہ بڑے ہیں اور اگر ایسا کروں تو شاید یہاں رہنا مشکل ہو جائے، اس کے علاوہ سبق کے دوران میں بھی کبھی کبھار غیبت ہو جاتی ہے اس کے متعلق حضرت والا کا کیا ارشاد ہے؟

ارشاد: ہمت کر کے بچو

حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ عظیم درجے تک کس طرح پہنچے

محدث جلیل حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی قدس سرہ

ایک قابل اعتماد شخص یہ واقعہ بیان کرتا ہے کہ میں نے مشہور صوفی اور بزرگ حضرت سمنون رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک مرتبہ طواف کرتے ہوئے دیکھا وہ خوشی سے جھوم رہے تھے۔ میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے سامنے آپ اس وقت کھڑے ہیں بتائیں کہ آپ اس عظیم درجے تک کیسے پہنچے؟ وہ شخص کہتا ہے کہ جب سمنون رحمہ اللہ نے مجھ سے خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کا ذکر سنا تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ سمنون رحمہ اللہ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش میں آئے تو غم کے کچھ اشعار پڑھے۔ پھر فرمایا: اے میرے بھائی! میں نے اپنے نفس کو پانچ خصال (عادات) کا خوگر (عادی) بنایا ہے: (۱) میں نے اپنے اندر زندہ خواہش نفسانی کو مار ڈالا اور مردہ دل کو زندہ کیا۔ (۲) میں نے آخرت میں اپنے غائب نصیب کو حاضر کر دیا اور دنیا میں اپنے حاضر حصے کو غائب کر دیا۔ (۳) جو میرے پاس فانی چیز تھی یعنی تقویٰ جسے لوگ بے کار و فانی سمجھتے ہیں اسے باقی سمجھا اور جو میرے پاس باقی چیز تھی یعنی خواہشات نفس جسے عوام باقی اور اہم سمجھتے ہیں اسے فنا کر دیا۔ (۴) میں اس چیز (عبادت و ذکر اللہ) سے مانوس ہوا جس سے تم نفرت کرتے ہو اور اس چیز سے بھاگا (یعنی شیطان کی اتباع سے) جس سے تم اُنس (محبت) رکھتے ہو۔ پانچویں خصلت نہیں بتائی۔

(عقلاء المجانین ص ۱۴۰)

پھر روانہ ہوتے ہوئے سمنون رحمہ اللہ نے دردِ آخرت و عشقِ آخرت کے یہ اشعار پڑھے۔

رُوْحِيْ إِلَيْكَ بِكُلِّهَا قَدْ أَقْبَلَتْ
لَوْ كَانَ فِيْكَ هَلَاكُهَا مَا أَقْلَعَتْ
تَبْكِيْ عَلَيْكَ تَخَوُّفًا وَتَلَهُّفًا
حَتّٰى يُقَالُ مِنَ الْبُكَاءِ تَقَطَّعَتْ
فَانْظُرْ إِلَيْهَا نَظْرَةً بِتَعَطُّفٍ
فَلَطَالَمَا مَنَعْتَهَا فَتَمَنَّعَتْ

ترجمہ! اے محبوب! میری روح آپ کی طرف متوجہ ہے آپ کی محبت میں اگر ہلاکت کا خطرہ ہو تو بھی وہ باز نہ آئے گی۔ (۲) آپ کی محبت میں خوف و حزن (غم) سے گریاں (رو رہی) ہے، یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ اب تو وہ پارہ پارہ ہو جائے گی۔ (۳) اس کی طرف آپ کی ایک نگاہ شفقت چاہیے، کئی بار آپ نے جب اسے اس قسم کا نفع پہنچایا تو وہ روح لطف اندوز ہونے لگی۔

اللہ عزوجل مسلمانوں کو ناجائز خواہشات نفسانیہ کے ختم کرنے، تقویٰ کو باقی و دائمی رفیق سمجھنے، غائب جنتی مسرات (نعمتیں و خوشیاں) کو حاضر سمجھنے، عبادۃ اللہ و ذکر اللہ سے مانوس ہونے اور اتباع شیطان سے بچنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین (ماخوذ از ترغیب المسلمین)

گناہ کا اثر

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ کسی سے نماز باجماعت فوت نہیں ہوتی مگر گناہ کی وجہ سے۔ (المستطرف ۱/۹۱)
یعنی گناہ کی نحوست کی وجہ سے آدمی کی نماز باجماعت فوت ہو جاتی ہے۔

واقف ہو اگر لذت بیداری شب سے
اونچی ہے ثریا سے بھی یہ خاک پر اسرار

سلسلہ نمبر ۲۰

دنیا امتحان کی جگہ ہے

سلسلہ تعلیمی بیانات حضرت اقدس مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

جسم کو جو بیماریاں آتی ہیں ان کے بارے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان میں نفسانی امراض کمزور ہو جاتے ہیں۔ان کے آثار کم مرتب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے آدمی بہت سے گناہوں سے بچ سکتا ہے اور نفس کو قابو کرنا آسان ہو جاتا ہے۔تو بیماری میں کچھ تکلیف تو ہوتی ہے لیکن فائدہ بھی ہو جاتا ہے۔دنیا کی چیزوں میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ کچھ فائدہ کچھ نقصان۔البتہ آخرت میں فائدے الگ ہو جائیں گے نقصان الگ ہو جائیں گے۔جنت فائدوں کی جگہ ہے وہاں کوئی نقصان نہیں۔دوزخ تکلیفوں کی جگہ ہے اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ہر کام میں غلبہ کو دیکھا جاتا ہے کہ فائدہ زیادہ ہے یا نقصان زیادہ ہے۔زیادہ فائدہ ہو تو اس کام کو کر لیا جاتا ہے اور تھوڑے نقصان کو برداشت کر لیا جاتا ہے۔کچھ نہ کچھ تکلیف تو ہر کام میں ہوتی ہے مثلاً نماز پڑھنا بہت بڑی عبادت ہے۔عقلی طور پر بھی اس میں فائدہ ہے اور دینی طور پر بھی فائدہ ہے۔لیکن سردیوں میں بعض اوقات ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا پڑتا ہے گرم لحاف کو چھوڑنا پڑتا ہے گھر سے مسجد جانا پڑتا ہے۔یہ کچھ تھوڑا نقصان تو ہوا لیکن فائدہ زیادہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا قرب ہے ثواب ہے گناہ اور عذاب سے بچنا ہے۔روزہ میں بھی بظاہر مشقت ہے لیکن اس میں ثواب ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ
وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (البقرۃ ۲۱۹)

حق تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ لوگ آپ سے جوئے اور شراب کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے کہ اس میں کچھ فائدے بھی ہیں لیکن نقصان زیادہ ہیں۔شراب میں کچھ فائدے ہوتے ہیں کہ طاقت و جوش سا آ جاتا ہے۔جوے میں آدمی ایک رات میں ہزاروں لاکھوں کا مالک بن جاتا ہے۔لیکن نقصان زیادہ ہے کہ شراب سے ہوش و حواس کمزور ہو جاتے ہیں، بہت سے برے کام مثلاً لڑائی جھگڑے، گالی گلوچ کر لیتا ہے۔جوے میں ایک کو فائدہ ہوا اور دو چار جن کے پیسے چلے گئے ان کا نقصان ہو گیا تو صرف فائدہ دیکھ کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کام اچھا ہے اور جائز ہے بلکہ پورا غور و خوض کرنا پڑتا ہے کہ اس کام میں فائدہ زیادہ ہے یا نقصان زیادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں خود ہی اچھے کاموں کا حکم کر دیا اور برے کاموں سے روک دیا۔جن میں زیادہ فائدے تھے ان کی اجازت دے دی اور ضروری قرار دیا اور جن میں نقصان زیادہ تھا ان سے منع فرما دیا۔اگر ہم خود سوچتے تو کوئی فائدہ ہماری سمجھ میں آتا اور کوئی نہ آتا۔اس لئے ہمیں کتنی آسانی ہے کہ آنکھیں بند کر کے شریعت پر عمل کرتے چلے جاؤ، فائدہ ہی فائدہ ہے۔البتہ شریعت کے احکام معلوم کرنے پڑتے ہیں، کتابیں پڑھنی پڑتی ہیں، علماء سے پوچھنا پڑتا ہے۔اخلاق کی باتیں مشائخ سے سیکھنی اور سمجھنی پڑتی ہیں۔اس میں حکمتیں ہیں۔اگر ہمیں کوئی بات کسی سے پوچھنی نہ پڑتی، تمام باتیں ہمارے ذہن میں آ جاتیں تو اس میں بعض مصلحتیں فوت ہو جاتیں۔اب ہم علماء سے پوچھتے ہیں، کتابیں بھی پڑھتے ہیں اور کچھ مشقتیں بھی اٹھاتے

ہیں، جس سے علم کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے، علماء کے مراتب ظاہر ہوتے ہیں، مدارس کی ضرورت کا پتہ چلتا ہے اور بہت سی حکمتیں اور فائدے ہوتے ہیں۔

جو نظام اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اس سے بہتر کوئی نظام ہے ہی نہیں۔ ہمیں نیکی اور بدی کرنے کا پورا اختیار دیا، مجبور نہیں کیا، اگر مجبور کیا ہوتا تو کھوٹے اور کھرے کا فرق کیسے معلوم ہوتا؟ خلفاء اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی طرح نیک خلفاء اب بھی رہتے تو پھر آج گناہ کرنے کا موقع ہی نہ ہوتا۔ سینما، فلمیں، تصویریں، بے پردگی، چوری ڈاکے جیسے گناہ کے موقع ہی نہ ہوتے تو پھر امتحان کیسے ہوتا؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً (ھود ۷)

کہ ہم تو امتحان لیتے ہیں۔ امتحان جب ہی تو ہوگا جب گناہ کے راستے بھی سامنے ہوں۔ اگر ہم زبردستی چاہیں کہ فلاں فرقہ ختم ہو جائے تو یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ ہمیں تو جو ہمارے اختیار میں ہے اس پر شریعت کے اصولوں کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو برائی تم ہاتھ سے روک سکتے ہو تو ہاتھ سے روکو، اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتے تو زبان سے روکو، اگر زبان سے بھی نہیں روک سکتے تو دل میں برا سمجھو، بس ادنیٰ درجہ کا ایمان تمہیں حاصل ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ایمان ختم ہو گیا۔ اب اس میں سوچنے کی بات ہے کہ یہ جو فرمایا کہ "اگر زبان سے بھی نہ روک سکو تو پھر دل میں برا سمجھے"، زبان تو ہر ایک چلا سکتا ہے تو پھر کیوں فرمایا کہ زبان سے نہ روک سکو تو دل میں برا سمجھو؟ وجہ یہ ہے کہ زبان سے روکنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ کہنے کے بعد جو اس کے آثار مرتب ہوں گے، جو لڑائی جھگڑے ہوں گے، جو تکلیفیں وہ شخص دینی شروع کرے گا ان سب کو برداشت بھی کر سکے۔ اگر برداشت کر سکتا ہے تو روک لے نہیں کر سکتا تو خاموش رہے۔ ایسے ہی ہاتھ سے روکنے سے بھی یہی مراد ہے کہ برداشت کر سکے۔ بس اسی اصولوں کے مطابق ہم تبلیغ کریں گے۔ یوں نہیں کہ یہودی، عیسائی، مرزائی اور شیعہ ختم ہونے چاہئیں، بالکل کوئی زندہ نہ رہے، یہ ہمارے اختیار میں ہی نہیں ہے، ہمارے اختیار میں یہ ہے کہ صحیح طریقے سے سمجھائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابن صیاد ایک یہودی بچہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال آیا کہ شاید یہی دجال ہو، کیونکہ دجال کی جو علامتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئی تھیں ان سے شبہ ہوتا تھا کہ شاید یہی دجال ہو۔ آنکھ اس کی بھی ایک تھی، کاہنوں جیسی باتیں بھی کرتا تھا کہ یہ ہوگا، یہ ہوگا۔ تھا بھی نابالغ اور یہودی کیونکہ دجال یہودیوں میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیسی باتیں آتی ہیں؟ بولا کچھ سچی آتی ہیں کچھ جھوٹی آتی ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت۔

یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ (الدخان ۱۰)

اپنے ذہن میں چھپائی اور فرمایا کہ بتاؤ میرے ذہن میں کیا ہے بولا "دخ دخ"۔ بس پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا معاملہ کمزور ہے، کچھ خطرے کی بات نہیں ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ تھے، انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو ختم کر دوں؟ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو اگر یہ دجال ہے تو تم اسے قتل نہیں کر سکو گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے باقی رکھنا ہے اور قیامت کے نزدیک ظاہر کرنا ہے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو پھر مارنے کا کیا فائدہ؟ خواہ مخواہ ایک بچے کو قتل کرو گے۔ اس سے معلوم ہوا

کہ برائی ختم کرنے پر ہم قادر نہیں ہیں۔ برائی کے باقی رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں۔ اگر حق تعالیٰ چاہتے کہ کوئی گناہ کسی درجے میں دنیا میں ہو ہی نہ سکے تو گناہ کے اسباب کو پیدا ہی نہ فرماتے۔ حق تعالیٰ نے ہمیں اختیار دیا ہے چاہے تو نیکی کرو اور چاہے تو گناہ کرو۔ کسی راستے پر مجبور نہیں کیا۔ لیکن بتادیا کہ نیکی کرو گے تو مرتے ہی راحت ملے گی۔ گناہ کرو گے تو تکلیف ہی تکلیف ہے۔ قبر میں عذاب، قیامت میں ذلت، دوزخ میں جانے کا اندیشہ ہے۔ اگر خدانخواستہ ایمان ہی نہیں ہے تو کوئی صورت نجات کی نہیں ہے۔ اس لئے ہمیشہ ایمان کی حفاظت، اعمال صالحہ کی ہمت و کوشش، مسائل معلوم کرکے ان پر عمل کریں۔ ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھیں۔ پوری زندگی نیکی کرتے چلے جائیں۔

بعض لوگ جہالت سے کہتے ہیں کہ اگر ہماری تقدیر میں نیکیاں لکھی ہوتیں تو ہم کرلیتے، تقدیر میں لکھی نہیں ہیں تو ہم کیسے کریں؟ یہ عذر غلط ہے اور اللہ میاں کے ہاں نہیں سنا جائے گا۔ اس لئے کہ نیکیوں اور گناہوں کا ہمارے اختیار میں ہونا یہ مسئلہ بالکل بدیہی (صاف ظاہر) ہے۔ ذرہ برابر بھی عقل رکھنے والا اس کو سمجھتا ہے کہ میں چاہوں تو نماز پڑھ سکتا ہوں کوئی مجھے روک نہیں سکتا۔ چاہوں تو گناہ کے کام بھی کرسکتا ہوں۔ جتنے نیکی اور گناہ کے کام ہیں سب اختیاری ہیں اور ان کے اختیاری ہونا بالکل واضح ہے کسی دلیل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے قطعاً ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم مجبور ہوگئے تھے۔ کوئی ایک کام ایسا بتائیں کہ گناہ کا کام ہو اور کسی نے مجبور کیا ہو؟ کوئی نہیں ہے، خود آپ نے کوئی دنیا کی مصلحت سوچی اور وہ کام کرلیا، کسی نے آپ کو مجبور نہیں کیا۔ کوئی ایسا نہیں کرتا کہ صبح اٹھ کر پہلے تقدیر پڑھتا ہو اور پھر گناہ کرتا ہو۔ بلکہ خود اپنی مرضی سے، اپنی خواہشات کو پورا کرنے کیلئے، اپنے ذہن میں جو فائدے سوچ رکھے ہیں ان کو پورا کرنے کیلئے گناہ کرتا ہے۔ تقدیر اللہ تعالیٰ کی قوت علمیہ کا نام ہے مجبور کرنے کا نام نہیں ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی اپنے کپڑے وغیرہ ٹرنک میں رکھ رہا ہو اسے دیکھنے والا یہ اندازہ لگائے کہ آج اس کا ارادہ کہیں سفر پر جانے کا ہے اور لکھ بھی دے اور تھوڑی دیر بعد وہ واقعی روانہ ہوجائے تو اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کے لکھنے کی وجہ سے وہ روانہ ہونے پر مجبور ہوگیا۔ بلکہ اس نے تو علامتوں سے اندازہ لگایا ہے مجبور نہیں کیا۔ یہی حقیقت ہے تقدیر کے مسئلے کی۔ اس سے زیادہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ حق تعالیٰ کا علم بہت زیادہ ہے وہ بہت پہلے سے بھی جان سکتے ہیں کہ یہ آدمی اپنے اختیار سے یہ کام کرے گا اور اس کو لکھ بھی دیا۔ مجبور نہیں کیا۔ اب ہمیں پورا اختیار ہے چاہے ہم نیکی کریں یا گناہ کریں، اس لئے قطعاً یہ عذر نہیں چلے گا۔ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے کی اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

اہتمام نماز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اور ہم آپ سے گفتگو کیا کرتے تھے پس جب نماز کا وقت ہوجاتا تھا تو آپ گویا یوں ہوجاتے کہ آپ ہمیں جانتے ہی نہیں اور نہ ہم آپ کو جانتے ہیں

﴿المستطرف ۱۸/۱﴾

یعنی نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نماز کے وقت تمام مصروفیات کو ترک کرکے نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے لیکن مقام افسوس ہے کہ آج ہم پر کتنے ہی نماز کے اوقات گزر جاتے ہیں لیکن ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔

امام احمد رحمۃ اللہ کے بابرکت ملفوظات

از افادات حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ امت کے ان چار اماموں میں سے ہیں جن کی تقلید (پیروی) پر حق تعالیٰ نے ساری امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کو جمع کردیا ہے۔ ذیل میں انکے بعض خاص ملفوظات درج کئے جاتے ہیں جو علوم و معارف کے خزانے ہیں اور روح ایمان کو بڑھانے والے ہیں۔

(۱) فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: اے پروردگار! جو اعمال بندہ کو آپ سے قریب کرنے والے ہیں ان میں سب سے بہتر اور زیادہ مفید عمل کون سا ہے؟ ارشاد فرمایا قرآن مجید کی تلاوت۔ میں نے عرض کیا کہ یہ قرب کا عظیم الشان فائدہ صرف اس صورت میں ہے جب کہ قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھا جاتا ہے یا عام ہے کہ سمجھ کر پڑھیں یا بلا سمجھے؟ ارشاد فرمایا: کہ سمجھ کر پڑھیں یا بلا سمجھے ہر حال میں وہ میرے قرب خاص کا ذریعہ ہے۔ (صفوۃ الصفوۃ) (۲) فرمایا کہ بقدر ضرورت دنیا کا طلب کرنا حُبِ دنیا میں داخل نہیں۔ (۳) فرمایا کہ آب زمزم مثل خوشبو کے ہے۔ جس طرح خوشبو کا (بلا عذر شرعی) رد کرنا خلاف سنت ہے اسی طرح آب زمزم کا رد کرنا بھی خلاف ادب ہے۔ (۴) فرمایا جب قرض کے متعلق حدیث میں وارد ہے کہ جب تک میت کے ذمہ قرض رہتا ہے اس کی روح معلق رہتی ہے تو غیبت کا کیا حال ہوگا کیونکہ قرض تو ادا کرنے کی بھی صورتیں ہیں۔ وارث بھی میت کی طرف سے ادا کرسکتے ہیں اور غیبت کا قرض ادا نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اگر کسی شخص کا قرض ہمارے ذمہ نہ ہو اور وہ مر جائے تو ہم اس کے وارثوں کو ادا کرکے یا معاف کرا کے اس سے بری ہوسکتے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے کسی کی غیبت کی اور اس کا انتقال ہوگیا تو ہم اگر اس کے سارے وارثوں کو بلکہ ساری دنیا کو راضی کرلیں اور سب سے معافی مانگتے پھریں اس کا مطالبہ ہم سے ساقط نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی آبرو اس کے مال سے زیادہ واجب الاحترام ہے (۵) فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی کہ کسی گنہگار کو اس کے گناہ پر کبھی عار مت دلاؤ اور حقیر مت سمجھو (۶) فرمایا علم اگر تمہیں نفع نہ پہنچائے تو وہ تمہیں ضرر (نقصان) پہنچائے گا (یعنی یہ نہ سمجھو کہ علم سے نفع نہ ہوا تو نہ سہی کوئی نقصان بھی نہیں) کیونکہ علم غیر نافع مضر (نقصان دہ) ہے۔

(۷) فرمایا طالب علم اس وقت تک عقل مند نہیں کہلا سکتا جب تک اپنے نفس کو تمام مسلمانوں سے کمتر نہ سمجھے۔

(۸) فرمایا اگر کوئی شخص تمہارا حق غصب کرے اور بغیر خصومت (مقدمہ بازی) کے اس کی وصولی کی توقع نہ ہو تو اس حق کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے دین کی اس میں حفاظت ہے (۹) فرمایا قرن اولیٰ میں جو لوگ شرار (بدعمل) سمجھے جاتے تھے وہ اس زمانہ کے صلحاء و اتقیاء سے بہتر تھے۔

(۱۰) دو خصلتیں ایسی ہیں ان کا علاج بہت دشوار ہے (۱) لوگوں سے طمع قطع کرنا (۲) اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص پیدا کرنا۔

(۱۱) کوئی نوعمر لڑکا اگر آپ کی خدمت میں طلب حدیث کے لئے تنہا حاضر ہوتا تو آپ اس کو تنہائی میں حدیث پڑھانے سے انکار فرمادیتے تھے جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور آدمی نہ ہو۔ اور فرماتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے عظیم القدر پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام نے اس لئے نکاح کرلیا تھا کہ نظر بد کے خطرہ سے محفوظ ہو جائیں (تو ہمارا کہاں ٹھکانا ہے ہمیں تو ایسے مواقع سے بہت بچنا چاہئے جن میں نظر بد کا ذرا سا بھی احتمال ہو) (صفوۃ الصفوۃ) (ماخوذ از کشکول)

ذبح کی اغلاط

مولانا محمد عمر فاروق صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

مسئلہ ۱: بعض لوگ کہتے ہیں جس چاقو سے جانور ذبح کیا جاوے اس سے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس چاقو میں تین کیلیں ہوں سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۲: مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۳: مشہور ہے کہ وَلَدُ الزِّنَا (حرام زادہ) کا ذبیحہ درست نہیں ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۴: بعض عوام عورتوں کے ذبیحہ کو درست نہیں سمجھتے سو یہ محض غلط ہے بلکہ مسلمان نابالغ سمجھدار لڑکے اور لڑکی کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔

مسئلہ ۵: بعض عوام میں مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے کے ساتھ جانور کو پکڑنے والے پر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہنا واجب ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۶: بعض عوام سمجھتے ہیں کہ ذبح کرنے والے کی مدد کرنے والا یعنی جانور پکڑنے والا کافر ہو تو ذبیحہ حلال نہیں ہے سو یہ محض غلط ہے۔

مسئلہ ۷: ذبح کرنے والا ایسا شخص ہونا چاہئے جو ذبح کو خوب سمجھتا ہو ہر شخص کے ہاتھ سے ذبح کرانا مناسب نہیں ہے۔

مسئلہ ۸: جانور کے گلے میں ایک گھنڈی ہوتی ہے اس کے نیچے سے ذبح کرنا چاہئے اوپر سے ذبح نہ کرے کیونکہ اکثر فقہاء اس کو حرام کہتے ہیں اور احتیاط اسی قول میں ہے۔

دیکھو ایک برتن میں کھانا رکھا ہو ایک شخص کہتا ہے کہ اس میں کتے نے منہ ڈالا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ نہیں ڈالا تو تم ہرگز اس کو نہ کھاؤ گے اسی طرح جانور کے ذبح کرنے میں خصوصاً قربانی کے معاملے میں احتیاط پر عمل کرنا چاہئے

مسئلہ ۹: عموماً "قصائی" جانور کو ذبح کرنے کے بعد ٹھنڈا نہیں ہونے دیتے کھال کھینچنی شروع کر دیتے ہیں یہ حرام ہے جب جانور ٹھنڈا ہو جائے اس وقت کھال کھینچنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۰: آج کل ذبح کرنے والے اکثر ذبح کرنے میں تکلیف دیتے ہیں اور خواہ مخواہ ستانے میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس کی پرواہ نہیں کرتے (حالانکہ شریعت نے) جن جانوروں کے ذبح کرنے میں یا (ان کا شر دور کرنے کیلئے ان کو) قتل کرنے کی بھی اجازت دی ہے تو ان کے ذبح اور قتل کے بھی قاعدے بتلا دیئے اور اس میں ظلم کی حد ستانے کی ممانعت اور وعید فرمادی ہے۔
چنانچہ ذبیحہ کیلئے فرمایا کہ چھری تیز کر لیا کرو اور جلدی سے ذبح کر دیا کرو۔ جب چار رگیں کٹ جائیں تو پھر آگے تک چھری چلانا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ چاروں رگوں کے کٹنے کے بعد فوراً تو جان نکلتی نہیں اس لئے آگے بھی چھری چلائی گی تو اس کو تکلیف ہوگی (بلاوجہ اور یہ حرام ہے)

مسئلہ ۱۱: بعض لوگ نفس ذبح (یعنی خود ذبح) ہی پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ یہ بے رحمی ہے۔ جانور کو تکلیف دینا ہے ہم کہتے ہیں کہ ذبح میں ایسی تکلیف نہیں ہوتی موت طبعی میں زیادہ ہوتی ہے اور اگر ہوتی بھی ہو تو جو محبوب حقیقی کے حکم سے ہو وہ بہت محبوب ہے تو جانوروں کے ذبح کو بے رحمی بتلانا سخت غلطی ہے۔ (ماخوذ از اغلاط العوام جدید ۱۸۰)

معذرت نامہ

پچھلے شمارہ کے بیک ٹائٹل پر ۹ ذوالحج (دوسرا دن) کے تحت دوسرے خانے (عرفات میں نماز ادا کریں) میں لفظ "نہ" غلطی سے رہ گیا تھا قلم سے ڈال دیا گیا تھا۔ تصحیح کر لیں۔

واقعاتِ شکر

حضرت مولانا محمد شعیب صاحب
امام مسجد فاطمہ لاہور

ایک گونگے اور بہرے شخص کا واقعہ

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ ایک روز ایک گونگے بہرے مصیبت زدہ شخص کے پاس سے گزرے تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ کیا اس شخص پر کوئی انعام باقی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں کھانے اور پینے کا آسانی سے گلے میں اتر جانا اور آسانی سے خارج ہو جانا ان ظاہری نعمتوں سے بہتر ہے جو گم ہو گئی ہیں۔ (اولیاء اللہ کے اخلاق)

صفت شکر پر ایک عجیب واقعہ

حضرت احمد حرب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں ایک شخص کے ہاں چوری ہو گئی، آپ اپنے دوستوں کے ساتھ اس کی غم خواری کو تشریف لے گئے۔ پڑوسی نے بڑی خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیا۔ حضرت احمد حرب نے بتلایا کہ ہم تمہاری چوری ہو جانے کا افسوس کرنے آئے ہیں، پڑوسی بولا کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں اور مجھ پر اس کے تین شکر واجب ہو گئے ہیں۔ ایک یہ کہ دوسروں نے میرا مال چرایا ہے میں نے نہیں چرایا، دوسرے یہ کہ ابھی آدھا مال میرے پاس موجود ہے تیسرے یہ کہ میری دنیا کو نقصان پہنچا ہے اور میرے دین کو نقصان نہیں پہنچا یعنی اللہ تعالیٰ کا بندہ وہی ہے جو پریشانی میں بھی شکر کرے۔

ایک واقعہ : کہتے ہیں ایک شخص سہل بن عبداللہ کے پاس آیا اور عرض کیا چور میرے گھر میں گھس کر سارا سامان لے گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر چور (یعنی شیطان) تمہارے دل میں گھس کر توحید خراب کر دیتا تو تو کیا کر سکتا تھا؟

کہتے ہیں کہ آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ تو لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالے اور کان کا شکر یہ ہے کہ جو عیب کی بات سنے اس پر پردہ ڈالے (رسالہ قشیریہ)

ایک عابد کا واقعہ

حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ ایک عابد نے پچاس سال عبادت میں گزارے۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام اس سے فرمایا کہ میں نے تمہیں بخش دیا اس نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا آپ کیا چیز بخش رہے ہیں؟ تب اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن کی ایک رگ کو حکم دیا اس میں اتنی تکلیف پیدا ہو گئی کہ وہ نہ سو سکتا تھا نہ نماز پڑھ سکتا تھا پھر چند دنوں بعد ایک فرشتہ اس کے پاس آیا تو اس آدمی نے تکلیف کی شکایت کی فرشتے نے کہا تمہارا رب فرماتا ہے تمہاری پچاس سال کی عبادت اس رگ کے اچھے ہونے کے برابر نہیں۔

(سکون قلب)

شیخ سعدی رحمہ اللہ کا واقعہ

شیخ سعدی رحمہ اللہ کے حالات میں آتا ہے کہ سفر کے دوران ان کی جوتی ٹوٹ گئی تو وہ پریشان ہوئے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ پاؤں سے ننگا ہوں۔ یہ سوچ ہی رہے تھے ان کی نگاہ ایک ایسے شخص پر پڑی جو پاؤں سے معذور تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پاؤں کی نعمت تو عطا کر رکھی ہے۔

(سکون قلب)

حدیث میں ہے ایمان کے دو حصے ہیں آدھا صبر، آدھا شکر (تفسیر مظہری) ایک جگہ ارشاد ہے صبر آدھا ایمان ہے (مسلم شریف) اللہ تعالیٰ ہمیں شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

بقیہ خواتین کا علم وعمل

(۱۵)۔۔عورتوں کی جماعت مکروہ ہے۔ ان کیلئے اکیلی نماز پڑھنا ہی بہتر ہے۔ البتہ اگر گھر کے محرم افراد گھر میں جماعت کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جانے میں کچھ حرج نہیں۔ لیکن ایسے میں مردوں کے بالکل پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے۔ برابر ہرگز نہ کھڑی ہوں۔

مسائل قربانی

مفتی داؤد احمد صاحب
نائب مفتی جامعہ اشرفیہ

﴿۱﴾ جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضرورت سے زائد اتنا مال و اسباب ہے جس کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو تو چاہے تجارت کا ہو یا نہ ہو اور چاہے سال نہ گزرا ہو تو اس پر قربانی واجب ہے۔

﴿۲﴾ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

﴿۳﴾ بقرعید کے دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے لیکن سب سے بہتر عید کا دن ہے پھر گیارہویں پھر بارہویں کا

﴿۴﴾ بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں

﴿۵﴾ بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی درست نہیں۔

﴿۶﴾ اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے اگر نہ کر سکے تو ذبح کے وقت سامنے کھڑا ہو جائے۔

﴿۷﴾ قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے واجب نہیں نہ اپنے مال سے نہ اس کے مال سے۔

﴿۸﴾ بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی اتنے جانوروں کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔

﴿۹﴾ گائے یا اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی یا عقیقہ کی ہو صرف گوشت کھانے کی نہ ہو اور نہ کسی کا حصہ ساتویں سے کم ہو ورنہ کسی کی قربانی نہ ہوگی۔

﴿۱۰﴾ اگر گائے میں سات سے کم لوگ شریک ہوئے اور کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہیں تب بھی سب کی قربانی درست ہے اگر آٹھ شریک ہو گئے تو کسی کی قربانی نہ ہوگی

﴿۱۱﴾ اگر قربانی کا جانور گم ہو گیا اس لیے دوسرا خریدا پھر پہلا مل گیا تو امیر آدمی پر ایک ہی جانور کی قربانی واجب ہے غریب پر دونوں کی۔

﴿۱۲﴾ سات آدمی گائے میں شریک ہوں تو گوشت اندازے سے نہ بانٹیں بلکہ ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں ورنہ سود ہو جائے گا۔ البتہ اگر گوشت کے ساتھ سری پائے اور کھال کو بھی شریک کر لیا تو جس طرف یہ چیزیں ہوں گی گوشت کم بھی ہو تو درست ہے زیادہ نہ ہو ورنہ اس صورت میں بھی سود ہو جائے گا۔

﴿۱۳﴾ بکری ایک سال سے کم کی درست نہیں اور گائے دو سال سے کم کی درست نہیں اور اونٹ پانچ سال سے کم کا درست نہیں دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ اگر سال بھر والے بھیڑ، دنبوں میں چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہو تو چھ مہینے کا بھی درست ہے۔

﴿۱۴﴾ جو جانور اندھا یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد جاتی رہی ہو یا ایک کان یا دم تہائی یا اس سے زائد کٹ گئی ہو تو قربانی درست نہیں۔

﴿۱۵﴾ جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ تین پاؤں سے چلتا ہے اس کی قربانی درست نہیں اگر چوتھے پاؤں کا بھی سہارا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو قربانی درست ہے۔

﴿۱۶﴾ جس جانور کے پیدائشی کان نہیں ہیں اس کی قربانی درست نہیں اگر کان چھوٹے ہوں تو درست ہے۔

﴿۱۷﴾ جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں تھے یا تھے مگر ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے البتہ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔

﴿۱۸﴾ خصی جانور کی قربانی درست ہے۔

﴿۱۹﴾ قربانی کا گوشت خود کھائے اپنے رشتہ داروں کو دے اور فقیروں کو خیرات کرلے بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی خیرات کرلے۔

﴿۲۰﴾ قربانی کی کھال یا تو یوں ہی خیرات کردے یا اس کی قیمت زکوٰۃ کے مستحقین کو دے دے۔ اسے مسجد یا کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں۔

﴿۲۱﴾ قربانی کا گوشت قصائی کی مزدوری میں نہ دے مزدوری الگ سے دے۔

﴿۲۲﴾ جس پر قربانی واجب نہ تھی اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اس جانور کی قربانی واجب ہوگی

﴿۲۳﴾ کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کی تینوں دن گزر گئے اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کرے۔

﴿۲۴﴾ اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس سے گوشت کھانا، کھلانا، بانٹنا درست ہے اگر مردہ وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکے میں سے قربانی کی جاوے تو تمام گوشت خیرات کرنا واجب ہے

﴿۲۵﴾ اگر کسی نے غائب شخص کی طرف سے اس کے کہے بغیر قربانی کردی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی گائے میں غائب کا حصہ بغیر اس کی اجازت کے رکھ لیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی نہ ہوگی۔

﴿۲۶﴾ قربانی کی کھال کی قیمت کسی کو اجرت میں دینا جائز نہیں کیونکہ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے۔

﴿۲۷﴾ قربانی کا گوشت کافر کو دینا جائز ہے۔

﴿۲۸﴾ اگر کوئی جانور گابھن ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ بچہ زندہ نکلے تو اسے بھی ذبح کردے۔

نوٹ: اگر گائے وغیرہ میں کوئی کافر مثلاً مرزائی شامل ہو جاوے تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی۔

﴿۲۹﴾ وہ بکری جو خارش کی وجہ سے اس قدر دبلی ہو کہ ہڈیوں میں مغز نہ رہا ہو تو بھی درست نہیں۔

﴿۳۰﴾ جانور بھینگا ہو تو بھی درست نہیں۔

﴿۳۱﴾ وہ جانور جس کے اکثر دانت ٹوٹ چکے ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔

﴿۳۲﴾ جس کے تھن کسی وجہ سے مر گئے ہوں۔ بکری کا ایک تھن اور گائے، اونٹنی کے دو تھن تمام کے حکم میں ہیں۔

﴿۳۳﴾ زبان کا اس قدر کٹا ہونا کہ چرنے اور کھانے سے مانع ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں۔

﴿۳۴﴾ کھال کی قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی خیرات کرنے چاہئیں۔ اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی پیسے اپنے پاس سے دے دیئے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جائیں گے۔

﴿۳۵﴾ اگر کھال سے اپنی کوئی چیز بنا لے مثلاً مشک، ڈول، جائے نماز وغیرہ تو یہ جائز ہے۔

﴿۳۶﴾ قربانی کی رسی، جھول وغیرہ سب خیرات کردے

(از بہشتی زیور وغیرہ)

بقیہ ڈاڑھی کی اھمیت

ترغیباً فرمایا کہ دو بھائی حقیقی سامنے لاؤ۔ ایک کے چہرہ پر ڈاڑھی ہو اور دوسرے کی منڈی ہوئی ہو پھر دیکھو کہ کون خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ (ماخوذ از مجالس ابرار)

اللہ تعالیٰ ہمیں ڈاڑھی رکھنے کی اہمیت سمجھا دے۔ (آمین)

عید کی بدعات ومنکرات

مولانا سید عبداللہ شیرازی صاحب

آج کل عیدین کے حوالے سے بہت سی بدعات منکرات اور رسمیں بھی ایجاد ہوگئی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عیدین کے اصل احکام اور بنیادی روح مغلوب ہوتی جارہی ہے افسوس ہے کہ بہت سے مسلمان عید کے دن بہت سے گناہ کرتے ہیں جن میں چند ایک یہ ہیں:

عید کے دن سینما، وی سی آر، ٹی وی، کیبل وغیرہ دیکھنا تو بہت سے لوگوں نے ضروری سمجھ رکھا ہے اور لوگ ان چیزوں کو عید کی خصوصی نشریات سمجھ کر دیکھتے ہیں اور بعض سینما ہالوں میں مختلف فلموں کا افتتاح بھی عید کے دن ہی سے کیا جاتا ہے اور اس کو عید کا خصوصی تحفہ قرار دیا جاتا ہے۔ عید کی خوشی کو سینما بینی اور ان گناہوں کے ناپاک عمل سے گندہ کرتے ہیں۔

بعض لوگ عید کے دن غیر شرعی لباس پہنتے ہیں خاص طور پر نوجوان عید کے دن کیلئے پینٹ شرٹ تیار کرواتے ہیں۔ مرد داڑھی ایک مٹھی سے کم کر کے کاٹتے ہیں، شیو کرتے ہیں، خلاف شرع فیشن نما اور ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہنتے ہیں، بالوں کی کٹنگ خلاف شرع اور انگریزی طرز پر کرتے ہیں اور پھر ایسے حال میں عید کی نماز کے لئے چلے آتے ہیں۔ عورتیں باریک، نیم برہنہ اور فیشنی کپڑے پہنتی ہیں، بھنویں بناتی ہیں یہ چیزیں شریعت کے موافق آرائش میں داخل نہیں بلکہ گناہ ہیں اور عید کے مبارک دن کی وجہ سے ان گناہوں کو کرنا اور زیادہ شدید ہے عید کے دن اکثر جگہ بے پردگی اور بے حیائی کا بھی مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ عورتیں زیب وزینت کے ساتھ بے پردہ ہو کر نامحرموں کے سامنے آتی ہیں، تفریح گاہوں اور ہوٹلوں بعض جگہ گھروں میں بھی عورتوں اور مردوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے جس میں بسا اوقات ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ ہوتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ بے تکلفی اور ہنسی مذاق تک کی بھی نوبت آجاتی ہے ان تمام حرکات کا عید کے اسلامی تہوار سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ عید کی تیاری کا فتنہ یہ بھی ایک مستقل رسم بن گئی ہر شخص دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے شریعت کی تعلیم تو یہ ہے کہ اس دن جو بہتر سے بہتر لباس ہو وہ پہنیں لیکن اس غرض کیلئے آج بے شمار فضول خرچیوں کو ضروری سمجھ لیا گیا ہے۔ ہر شخص کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ سر سے پاؤں تک ہر چیز نئی ہو خواہ اس کے لیے دوسروں سے بھیک ہی کیوں نہ مانگنی پڑے۔ شریعت نے ہر شخص کو ہر موقع پر میانہ روی کی تعلیم دی ہے اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔

قربانی تک روزہ رکھنا: آج کل بہت سے عوام اپنی قربانی ہونے تک بھوکا پیاسا رہنے کو روزہ کا نام دیتے ہیں اور جب تک قربانی نہ ہو جائے اس وقت تک کھانے پینے کو ناجائز سمجھتے ہیں یہ جہالت کی بات ہے۔ البتہ اپنی قربانی سے کھانے کی ابتدا کرنا مستحب ہے یہ شرعاً روزہ نہیں روزہ پورے دن کا ہوتا ہے۔

عیدی یا گوشت کا لین دین: عید کے دن عیدی کا لین دین سنت یا لازم نہیں۔ سنت اور لازم سمجھے بغیر دوسروں کو خوش کرنے کے لئے، محبت کے

طور پر، اخلاص کے ساتھ دینا جائز ہے لیکن فرض سمجھ کر یا بڑائی ظاہر کرنے کیلئے اس کا لین دین جائز نہیں اور آج کل عام طور پر اس میں فخر و نمود اور تبادلہ کی نیت ہوتی ہے اور یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح کھانے یا گوشت کا لین دین ضروری سمجھنا یا اس میں تبادلہ کی نیت کرنا جائز نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے جس کا جہاں سے گوشت یا کوئی اور کھانے پینے کی چیز آتی ہے تو بدلے کی نیت سے وہاں بھیجنا ضروری سمجھا جاتا ہے البتہ اپنے اخلاص کے ساتھ بغیر کسی رسم کے اور واپسی کی امید کے بغیر کسی کو کچھ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور اسی طرح جس گھر میں فوتگی ہو جاتی ہے تو اس کے بعد آنے والی عید کے موقع پر اس گھر کے افراد کو خوشی منانا اور اچھے کپڑے پہننا معیوب سمجھتے ہیں اگر چہ عید سے انہوں نے تقریبات وغیرہ میں شریک ہوا چھے لباس اور خوشی کا اظہار کیوں نہ کیا لیکن جس دن اللہ کے مہمان ہوتے ہیں اس دن اچھے خاصے سوگوار بن جاتے ہیں یہ بھی عوام کی خود ساختہ رسم ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ گناہوں سے بچنے اور پورے دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

ایام تشریق و تکبیرات تشریق

﴿ بیان: حضرت الحاج محمد عشرت علی قیصر صاحب دامت برکاتہم ﴾

(۱) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عشرہ (ذی الحجہ) سے افضل نہیں اور نہ ہی کسی دن میں عمل کرنا ان میں عمل کرنے سے افضل ہے۔ پس تم ان میں (خصوصیت سے) لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ اور اَللّٰـہُ اَکْبَـرُ کی کثرت رکھو کیونکہ یہ دن تکبیر اور تہلیل کے ہیں (در منثور عن البیھقی) (۲) ویسے تو پورا عشرہ ہی تکبیر اور تہلیل کی زیادتی کا ہے مگر نو تاریخ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز کے بعد مردوں کے لیے بلند آواز سے اور عورتوں کے لیے آہستہ آواز سے اَللّٰـہُ اَکْبَـرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ جیسا کہ آثار السنن میں بحوالہ ابن ابی شیبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا معمول مروی ہے (ونقل عن ابن حجران اسنادہ حسن) (۳) سنن بیہقی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یومِ عرفہ (۹ ذی الحجہ) کی فجر سے آخر ایام تشریق کی عصر تک یہ تکبیرات پڑھا کرتے تھے۔ (۴) یہ تکبیر نماز کے متصل بعد پڑھے اور اگر سلام پھیر کر بات کر لی یا مسجد سے نکل گیا یا زور سے نہیں پڑھا، وضو ٹوٹ گیا تو تکبیر ساقط ہو جائے گی۔ (۵) جس کی ایک رکعت یا زائد جاتی رہی ہو وہ اپنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد تکبیر کہے۔ (۶) اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی تکبیر نہ چھوڑے بلکہ زور سے پڑھے تا کہ امام کو بھی یاد آ جائے اور وہ بھی پڑھ لے۔ (۷) ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تاریخوں کو ایام تشریق کہتے ہیں تشریق کے معنی گوشت کو دھوپ میں ڈالنے کے ہیں۔ (۸) نماز جنازہ، وتروں اور سنتوں کے بعد یہ تکبیریں نہ کہی جائیں۔ (۹) تکبیر تشریق امام، مقتدی اور منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا)، عورت، مرد، مسافر، مقیم، شہری اور دیہاتی سب پر واجب ہے (درمختار)

گناہ چھوڑنے کا مجرب نسخہ

مولانا محمد شعیب صاحب
امام مسجد فاطمہ، لاہور

فرمایا: فجر کی یا عشاء کی نماز کے بعد اللہ تعالیٰ شانہٗ کے سامنے تھوڑی دیر بیٹھ کر اپنے اعمال کا محاسبہ کرو اور کہو: اے اللہ! میرے تمام اعمال سب آپ کے سامنے ہیں، میں نفس و شیطان سے مغلوب ہوں یہ میری روزمرہ کی زندگی ہے یعنی اپنی بے بسی اور مجبوری کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرو اور کہو: یا اللہ! میں چاروں طرف سے گرداب میں پھنس چکا ہوں، یا اللہ! میں کہنے کو تو مسلمان ہوں لیکن تقاضائے دین سے خالی، حوادثات میں گھرا ہوا ہوں، بالکل بے بس ہوں اے اللہ! میری مدد فرما، میری حالت کو تبدیل فرما، یعنی میری حالت کو درست فرما، میں عاجز بندہ ہوں محروم نہ فرما، آپ ارحم الراحمین ہیں میرے صغیرہ اور کبیرہ سب گناہوں کو معاف فرما دیجئے۔ یا اللہ! آپ کا وعدہ سچا ہے۔ میں اقراری مجرم ہوں۔ گناہوں کے چھوڑنے کا پکا ارادہ کرتا ہوں۔ آئندہ آپ مجھے اپنی حفاظت میں رکھ لیں۔ اسی طرح سے یہ نسخہ کچھ دنوں تک آزمائیں۔ انشاء اللہ العزیز بہت فائدہ ہوگا۔

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

یہ دنیا گناہوں کی آگ سے بھری ہوئی ہے

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ یہ دنیا جو گناہوں کی آگ سے بھری ہوئی ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی کمرے میں گیس بھر گئی ہو۔ اب وہ گیس کی حقیقت میں آگ ہے صرف دیا سلائی لگانے کی دیر ہے ایک دیا سلائی دکھاؤ گے تو پورا کمرہ آگ سے دہک جائے گی اسی طرح یہ بد اعمالیاں، یہ گناہ جو معاشرے کے اندر پھیلے ہوئے ہیں حقیقت میں آگ ہیں صرف ایک صور پھونکنے کی دیر ہے۔ جب صور پھونکا جائے گا تو یہ معاشرہ آگ سے دہک جائے گا۔ ہمارے یہ بُرے اعمال بھی درحقیقت جہنم ہیں۔ ان سے اپنے آپ کو بچاؤ اور اپنے اہل و عیال کو بھی بچاؤ۔

گناہ حقیقت میں آگ ہیں

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ ”اے ایمان والو! اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ“ یہ اس طرح کہا جا رہا ہے جیسے آگ سامنے نظر آ رہی ہو حالانکہ اس وقت کوئی آگ بھڑکتی ہوئی نظر نہیں آ رہی ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ یہ جتنے گناہ ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ یہ سب حقیقت میں آگ ہیں۔ چاہے دیکھنے میں یہ گناہ دلفریب اور خوش منظر معلوم ہو رہے ہوں لیکن حقیقت میں یہ سب آگ ہیں یہ دنیا جو گناہوں سے بھری ہوئی ہے وہ ان گناہوں کی وجہ سے جہنم بنی ہوئی ہے لیکن حقیقت میں گناہوں سے مانوس ہو کر ہماری حس مٹ گئی ہے اس لئے گناہوں کی ظلمت اور آگ محسوس نہیں ہوتی ورنہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ صحیح حس عطا فرماتے ہیں اور ایمان کا نور عطا فرماتے ہیں ان کو یہ گناہ واقعتاً آگ کی شکل میں نظر آتے ہیں یا ظلمت کی شکل میں نظر آتے ہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں صحیح معنیٰ میں ظاہری اور باطنی، صغیرہ اور کبیرہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کے گناہوں سے بچنے کی توفیق محض اپنے فضل و کرم سے عطاء فرمائیں۔

(آمین یا رب العالمین)

جنازہ کے آداب

کلمہ شہادت / کہنا کیسا ہے؟

از مولانا محمد نوید خان صاحب
جامعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک جنازہ پڑھنا بھی ہے اس کی بڑی فضیلت بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جنازے کے ساتھ اس کی نماز پڑھی جانے تک حاضر رہے اس کو ایک قیراط ثواب میں ملے گا اور جو شخص دفن تک شریک رہے اس کو دو قیراط ثواب ملے گا۔ کسی صحابی نے سوال کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دو قیراط کیسے ہونگے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ یہ دو قیراط دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہوں گے (البخاری)۔

اب کچھ آداب اس بارے میں لکھے جاتے ہیں: (۱) جنازہ میں شرکت سے پہلے اپنی نیت ٹھیک ہونی چاہیے کہ میں اس مسلمان کا حق ادا کرنے کیلئے شرکت کر رہا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کی وجہ سے شریک ہو رہا ہوں۔ یہ نیت نہیں ہونی چاہیے کہ اگر میں نے شرکت نہیں کی تو لوگ میت والے ناراض ہو جائیں گے۔ (۲) جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے خاموش چلے بلاضرورت باتیں نہ کرے اور اس وقت یہ سوچے کہ جو وقت اس پر آیا ہے مجھ پر بھی آنے والا ہے، میں نے بھی ایک دن مرنا ہے مجھے بھی قبر میں ایک دن دفن ہونا ہے۔ اس مراقبہ موت کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا احساس پیدا ہوگا اور نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے میں آسانی ہوگی۔ (۳) جنازہ کو جب کندھا دیا جاتا ہے تو بعض لوگ نعرہ لگا کر کہتے ہیں "کلمہ شہادت" اور دوسرے لوگ بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیتے ہیں یہ طریقہ بالکل غلط ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔ فقہاء کرام نے جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے کسی قسم کا کوئی ذکر بلند آواز سے کرنا مکروہ لکھا ہے۔ اس لئے اس سے پرہیز کریں۔ (۴) جب جنازہ لے جا رہے ہوں تو جنازہ آگے ہونا چاہیے اور لوگ پیچھے چلیں، دائیں بائیں چلیں تو بھی ٹھیک ہے۔ وقتی طور پر کندھا دینے کے لئے کچھ آگے بھی بڑھ جائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن جنازے سے آگے کندھا دینے کی غرض سے دو لمبی قطار لگانا اچھا نہیں کیونکہ اس صورت میں جنازہ پیچھے ہو جاتا ہے۔

(۵) جنازے کو کندھا دینے کا طریقہ

یہ ہے کہ سب سے پہلے میت کے دائیں ہاتھ کی طرف والا پایہ اپنے داہنے کندھے پر رکھیں اور کم از کم دس قدم چلیں، یہ افضل ہے بشرطیکہ دس قدم چلنے کی طاقت ہو لہٰذا دوسروں کو اس سے وہ پایہ لینے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے البتہ کوئی کمزور اور ضعیف ہو تو اس کو تکلیف سے بچانے کے لئے جلدی لے لینا چاہیے۔ اس کے بعد میت کے دائیں پاؤں کی طرف کا پایہ پھر بائیں ہاتھ کی طرف کا پایہ پھر بائیں پاؤں کی طرف کا پایہ بالترتیب اٹھانے کے بعد ہر ایک کے ساتھ دس قدم چلے۔ اس طرح ہر شخص جنازے کے چاروں اطراف میں کندھا دے اور چالیس قدم چلے۔ (۶) جنازہ لے جاتے وقت دھکم پیل سے بچنا چاہیے تاکہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ (۷) جنازہ تیز قدموں سے لے جانا چاہیے (۸) سنت یہ ہے کہ قبرستان میں جب تک جنازہ کندھوں سے اتار کر نیچے نہ رکھ دیا جائے اس وقت تک لوگ نہ بیٹھیں بلکہ کھڑے رہیں۔ (ماخوذ از اصلاحی خطبات)

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام کاموں میں اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائیں (آمین ثم آمین)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیات

مولانا محمد عمر فاروق صاحب
مدرس جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت سی خصوصیات اور فضیلتیں حاصل ہیں مثلاً

﴿۱﴾---حضرت ابراہیم علیہ السلام پانچ اولو العزم انبیاء میں سے ایک ہیں ۔حضرت محمد، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ ونوح علیہم الصلوٰۃ والسلام ۔اولو العزم انبیاء علیہم السلام کی تعداد کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں ان میں سے یہ ایک قول ہے۔

﴿۲﴾---ہمارے دین میں آپ کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔قرآن مجید میں اس کی تصریح وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۔"اورکون ہے جوملت ابراہیمی سے روگردانی کرے سوائے اس کو جوخود ہی احمق ہو"۔

﴿۳﴾---آپ خلیل اللہ ہیں ۔ایک حدیث پاک میں مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل (دوست) بنایا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے۔

﴿۴﴾---قرآن مجید میں ۲۵ بار آپ کا ذکر ہوا ہے صرف سورۂ بقرہ میں ۱۵ بار آپ کا ذکر ہوا ہے۔

﴿۵﴾---آپ تمام امتوں میں محبوب اور معظم ہیں

﴿۶﴾ہر نماز میں ہم مسلمان آپ پر درود شریف پڑھتے ہیں ۔كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ---

﴿۷﴾---آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا ختنہ کیا اس سے پہلے ختنہ کا حکم اور رواج نہ تھا۔

﴿۸﴾---حشر کے میدان میں سب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو سب بغیر کپڑوں کے ہوں گے ۔جس کو سب سے پہلے کپڑے پہنائے جائیں گے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ۔(کماورد فی الحدیث)

﴿۹﴾---مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور کہا یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ ۔آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ۔

محدثین نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایسا تواضع کی وجہ سے فرمایا یا یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس بات کا علم نہ تھا کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی ۔

﴿۱۰﴾---آپ کی بہت سے اولیات ہیں (۱) مہمان نوازی کی ابتداء آپ نے کی (۲) سب سے پہلے آپ نے ختنہ کیا (۳) سب سے پہلے آپ نے ہی مونچھوں کو منڈوایا (۴) سب سے پہلے بنی آدم میں آپ کے ہی بال سفید ہوئے (۵) بنی آدم میں آپ نے ہی سب سے پہلے ہجرت کی (۶) منبر پر آپ ہی نے سب سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا (۷) مصافحہ کی ابتداء بھی آپ نے ہی کی (۸) معانقہ کی ابتدا بھی آپ ہی نے کی (۹) سب سے پہلے آپ ہی نے ثرید تیار کی (۱۰) کہا جاتا ہے کہ کنگھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایجاد ہے۔

(ماخوز از الثمار التکمیل وقصص الانبیاء)

سود کی نحوست اور عبرتناک انجام

قسط ۵ — انعامی بانڈز بھی حرام ہیں — از مدیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم . نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم . اما بعد

(۱) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سود کے ذریعے سے زیادہ مال کمایا انجام کار اس میں کمی ہوگی۔ (انتہی) **فائدہ**: محدث عظیم عبدالرزاق نے معمر سے نقل کیا ہے معمر نے فرمایا کے ہم نے سنا ہے کہ سودی کام پر چالیس سال گذرنے نہیں پاتے کہ اس پر گھاٹا آجاتا ہے یعنی کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے جو اس کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔ (۲) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ کوئی شخص سود خوری سے بچ بھی گیا تو اس کا غبار ضرور پہنچ کر رہے گا۔ (۳) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ میری امت کے کچھ لوگ غرور وتکبر لہو ولعب کی حالت میں رات گزاردیں گے۔ وہ صبح کے وقت بندر اور خنزیر بن جائیں گے کیونکہ انہوں نے حرام کو حلال ٹھہرایا اور گانے والی عورتیں رکھیں اور شراب پی اور سود کھایا اور ریشم کا لباس پہنا۔ (۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی یہودی نصرانی یا مجوسی کے ساتھ شرکت کا کاروبار نہ کرو لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ یہ لوگ ربا کے معاملات کرتے ہیں اور ربا حلال نہیں۔

انعامی بانڈز

انعامی بانڈز کے نام سے جو انعام دیا جاتا ہے حقیقتاً یہ سُود کی ایک شکل ہے۔ انعامی بانڈز کے انعام میں ملنے والی رقم حرام ہے اور اس کا استعمال کرنا ناجائز ہے بینک جب انعامی بانڈز کی کوئی سیریز نکالتا ہے اور اس سیریز کے ذریعہ سے جو رقم وہ عوام سے کھینچ لیتا ہے اس رقم کو عموماً بینک کسی کو سودی قرضہ پر دے دیتا ہے جس شخص کو قرضہ دیتا ہے اس سے بینک سود وصول کر کے اس سودی رقم میں سے کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اور کچھ رقم قرعہ اندازی (لاٹری) کے ذریعہ ان لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے کہ جنہوں نے انعامی بانڈز خریدے تھے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کے بعد جو رقم لوگوں کو ملتی ہے وہ اصل میں سود ہی کی رقم ہو جاتی ہے اس کے علاوہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ بینک اس رقم کو سودی قرضہ پر نہیں دیتا بلکہ اس کو کسی کاروبار میں لگاتا ہے اور کاروبار سے جو نفع ہوتا وہ نفع قرعہ اندازی کے ذریعے بانڈز خریدنے والوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے پھر بھی انعامی بانڈز پر ملنے والی رقم جائز نہیں ہے اس لئے کہ اول تو پارٹنرشپ کے بزنس میں نفع ونقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے جب کہ یہاں بینک کی طرف سے نقصان کا کوئی ذکر ہی نہیں دوسری بات یہ کہ تجارتی اور شرعی اصول کے مطابق پارٹنرشپ کے کاروبار میں جب نفع ہوتا ہے تو اس نفع میں سے ہر پارٹنر (شریک) کو اتنے فیصد ہی حصہ ملتا ہے کہ جتنے فیصد روپیہ لگایا ہے۔ نفع کی تقسیم بذریعہ قرعہ اندازی کرنا اس میں بہت سوں کے ساتھ ناانصافی ہونا یقینی بات ہے۔ لہذا پرائز بانڈز کا انعام ہر اعتبار سے ناجائز اور حرام ہے اور یہ حقیقت سود اور جوئے دونوں کا مرکب ہے اگرچہ لوگ اس کا نام ترقی یا انعام رکھتے رہیں یہ حرام ہی رہے گا۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل۔ جلد ششم)

نماز میں سنت کے مطابق پڑھیے

خواتین کی نماز

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم
کراچی

(۱)۔۔خواتین کو نماز شروع کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لینا چاہئے کہ ان کے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سوا تمام جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہے۔
بعض خواتین اس طرح نماز پڑھتی ہیں کہ ان کے بال کھلے رہتے ہیں، بعض خواتین کی کلائیاں کھلی رہتی ہیں، بعض خواتین کے کان کھلے رہتے ہیں، بعض خواتین اتنا چھوٹا دوپٹہ استعمال کرتی ہیں کہ اس کے نیچے بال لٹکے نظر آتے ہیں۔ یہ سب طریقے ناجائز ہیں اور اگر نماز کے دوران چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے سوا جسم کا کوئی عضو بھی چوتھائی کے برابر اتنی دیر کھلا رہ گیا جس میں تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہا جا سکے تو نماز نہیں ہوگی۔ اور اس سے کم کھلا رہ گیا تو نماز ہو جائے گی، مگر گناہ ہوگا

(۲)۔۔خواتین کے لئے کمرے میں نماز پڑھنا برآمدے سے افضل ہے اور برآمدے میں پڑھنا صحن سے افضل ہے

(۳)۔۔عورتوں کو نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک نہیں بلکہ کندھوں تک اٹھانے چاہئیں، اور وہ بھی دوپٹے کے اندر ہی سے اٹھانے چاہئیں، دوپٹے سے باہر نہ نکالے جائیں۔ (بہشتی زیور)

(۴)۔۔عورتیں ہاتھ سینہ پر اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ دیں۔ انہیں مردوں کی طرح ناف پر ہاتھ نہ باندھنے چاہئیں

(۵)۔۔رکوع میں عورتوں کیلئے مردوں کی طرح کمر کو بالکل سیدھا کرنا ضروری نہیں، عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں کم جھکنا چاہئے۔ (طحطاوی علی المراقی ۱۴۱)

(۶)۔۔رکوع کی حالت میں مردوں کو انگلیاں گھٹنوں پر کھول کر رکھنی چاہئیں، لیکن عورتوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ انگلیاں ملا کر رکھیں یعنی انگلیوں کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ (درمختار)

(۷)۔۔عورتوں کو رکوع میں اپنے پاؤں بالکل سیدھے نہ رکھنے چاہئیں، بلکہ گھٹنوں کو آگے کی طرف ذرا سا خم دے کر کھڑا ہونا چاہئے۔ (درمختار)

(۸)۔۔مردوں کو حکم یہ ہے کہ رکوع میں ان کے بازو پہلوؤں سے جدا اور تنے ہوئے ہوں، لیکن عورتوں کو اس طرح کھڑا ہونا چاہئے کہ ان کے بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں۔ (ایضاً)

(۹)۔۔عورتوں کو دونوں پاؤں ملا کر کھڑا ہونا چاہئے، خاص طور پر دونوں ٹخنے تقریباً مل جانے چاہئیں۔ پاؤں کے درمیان فاصلہ نہ ہونا چاہئے۔ (بہشتی زیور)

(۱۰)۔۔سجدے میں جاتے وقت مردوں کے لئے یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں، اس وقت تک وہ سینہ نہ جھکائیں، لیکن عورتوں کے لئے یہ طریقہ نہیں، وہ شروع ہی سے سینہ جھکا کر سجدے میں جا سکتی ہیں۔

(۱۱)۔۔عورتوں کو سجدہ اس طرح کرنا چاہئے کہ ان کا پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے، اور بازو بھی پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں، نیز عورت پاؤں کو کھڑا کرنے کے بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھا دے۔

(۱۲)۔۔مردوں کے لئے سجدے میں کہنیاں زمین پر رکھنا منع ہے، لیکن عورتوں کو کہنیوں سمیت پوری بانہیں زمین پر رکھ دینی چاہئیں۔ (درمختار)

(۱۳)۔۔سجدوں کے درمیان اور التحیات پڑھنے کیلئے جب بیٹھنا ہو تو بائیں کولھے پر بیٹھیں، اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دیں، اور دائیں پنڈلی پر رکھیں۔ (طحطاوی)

(۱۴)۔۔مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ رکوع میں انگلیاں کھول کر رکھنے کا اہتمام کریں، سجدے میں بند رکھنے کا، اور نماز کے باقی افعال میں انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیں، نہ بند کرنے کا اہتمام کریں، نہ کھولنے کا لیکن عورت کیلئے ہر حالت میں حکم یہ ہے کہ وہ انگلیوں کو بند رکھے، یعنی ان کے درمیان فاصلہ نہ چھوڑے۔ رکوع میں بھی، سجدے میں بھی، دو سجدوں کے درمیان بھی، اور قعدوں میں بھی۔

بقیہ صفحہ ۲۲ پر

بچوں کا علم و عمل | اللہ اولیاء کے عجیب و غریب واقعات | جناب غلام مرتضیٰ قصوری

﴿۱﴾---قلب الاعیان میں شیخ عیسیٰ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سہل بن عبداللہ تستری کا گزر ایک بازاری عورت کے پاس سے ہوا، آپ نے اس سے فرمایا کہ میں تیرے پاس رات میں عشاء کے بعد آؤں گا، یہ سن کر وہ عورت بہت خوش ہوئی اور بناؤ سنگھار کر کے آپ کی آمد کے انتظار میں بیٹھ گئی۔عشاء کے بعد حسب وعدہ آپ اس کے گھر پہنچے اور دو رکعت نماز پڑھ کر رخصت ہونے لگے یہ دیکھ کر وہ عورت بولی آپ تو جا رہے ہیں آپ کا میرے پاس آنے سے کیا فائدہ ہوا؟ آپ نے فرمایا میرے آنے کا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا، آپ کے جانے کے بعد اس عورت کی حالت متغیر (تبدیل) ہو گئی اور اس نے اپنے پیشہ سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی۔شیخ موصوف نے اس کا نکاح کسی فقیر سے کر دیا اس کے بعد شیخ نے حکم دیا کہ ولیمہ کا کھانا تیار کر لیا جائے اور سالن بازار سے خرید لیا جائے۔خدام نے ولیمہ کا کھانا تیار کر کے آپ کے سامنے رکھ دیا اور فقراء بھی آ کر بیٹھ گئے لیکن شیخ کسی آنے والی چیز کا انتظار کرنے لگے۔اس ولیمہ کی خبر کسی امیر کو ہو گئی جو اس عورت کا پرانا آشنا تھا تو اس امیر نے مذاقاً دو بوتلوں میں شراب بھر کر قاصد کے ہاتھ شیخ کی خدمت میں بھیج دی اور کہلوا بھیجا کہ ہم کو شادی کا حال معلوم ہو کر بہت مسرت (خوشی) ہوئی اور چونکہ ہم کو معلوم ہوا کہ ولیمہ کے لیے سالن نہیں ہے ہم سالن بھیجتے ہیں۔جب وہ قاصد شراب کی بوتلیں لے کر آیا تو شیخ نے فرمایا کہ آپ نے بہت دیر کر دی ہم عرصے سے اس کے منتظر تھے۔پھر شیخ نے ایک بوتل لے کر اس کو خوب ہلایا اور جب اس کو پیالوں میں نکالا تو نہایت عمدہ قسم کا شہد نکلا، اس کے بعد آپ نے دوسری بوتل کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا تو اس میں خالص دیسی گھی برآمد ہوا۔شیخ نے قاصد کو بھی کھانا کھانے کے لیے بٹھا لیا۔جب وہ کھانے بیٹھا اور شہد کھایا تو رنگ، بو اور ذائقہ میں اس قدر عمدہ تھا کہ کبھی اس نے ایسا شہد نہیں کھایا تھا قاصد دعوت کھا کر واپس ہوا اور اس نے امیر سے تمام ماجرا بیان کیا۔تو اس کو یقین نہیں آیا چنانچہ خود آیا اور کھانا کھا کر اس کرامت سے حیرت زدہ ہو گیا اور اپنی غلطی پر نادم ہوا اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی۔

﴿۲﴾اس قسم کی ایک اور حکایت ہے کہ کسی شخص نے بیان کیا کہ میں جنگل میں پھر رہا تھا۔میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک خاردار درخت سے تازہ کھجوریں کھا رہا ہے۔میں نے پاس جا کر اس کو سلام کیا۔اس نے سلام کا جواب دے کر مجھ سے کہا آؤ تم بھی کھاؤ۔چنانچہ میں نے بھی کھجوریں توڑنی شروع کیں۔مگر میرے ہاتھ میں جب آئی تو وہ بجائے کھجور کے کانٹا بن جاتی تھی۔یہ کیفیت دیکھ کر وہ شخص مسکرایا اور کہنے لگا اگر تو خلوت میں اللہ کی عبادت کرتا تو وہ خلوت میں تجھ کو پکی کھجور کھلاتا۔

﴿۳﴾---کتاب الرسالہ کے باب کرامات اولیاء میں لکھا ہے حضرت سہل بن عبداللہ التستری کے مکان میں ایک کمرہ تھا جس کو لوگ بیت السباع کہتے تھے، درندے آپ کے پاس آتے تھے آپ ان کو کمرہ میں لے جاتے گوشت وغیرہ کھلاتے اور پھر رخصت کر دیتے تھے۔

﴿۴﴾---شیخ ابوالغیث کی حکایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ لکڑیاں چن رہے تھے کہ ایک درندے نے گدھے کو پھاڑ ڈالا۔آپ نے یہ منظر دیکھ کر درندہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اپنے رب کی عزت کی قسم میں لکڑیوں کا گٹھڑ تیری

بقیہ صفحہ ۱۴ پر

ماہنامہ علم و عمل
فضائل قربانی
قربانی کا اتنا بڑا ثواب.....
رجسٹرڈ نمبر 244
صحابہؓ نے نبی کریم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ قربانی کیا چیز ہے؟ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور قربانی کے ہر بال کے عوض نیکی ملتی ہے قربانی کے خون کے پہلے قطرہ سے قربانی کرنے والے کے سب صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مسند احمد)
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ انسان کا محبوب عمل قربانی کرنے کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ یہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں، اپنے بالوں کھروں کے ساتھ پیش ہوگا۔ اور بلا شبہ قربانی کا خون اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین پر گرنے سے پہلے قبول ہو جاتا ہے اپنے دلوں کی خوشنودی سے قربانی کیا کرو۔ (ترمذی)
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس مسلمان نے اپنے دل کی خوشی کے ساتھ ثواب کی امید کے ساتھ قربانی ادا کی تو یہ قربانی اس کے لئے دوزخ کے سامنے پردہ بن جائے گی (طبرانی)
حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص باوجود وسعت کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے (مستدرک حاکم)
مسائل قربانی
رسالہ کے اندر صفحہ ۲۳ پر ملاحظہ فرمایئے
مسئلہ
جس نے قربانی کرنی ہو صرف اس کے لئے مستحب ہے کہ ناخن اور بال وغیرہ نہ کٹوائے اس کو فرض یا واجب نہ سمجھیں
کیا آپ کو معلوم ہے...
کہ کسی کو ذرا سی ترغیب دینے سے اگر کوئی صاحب رسالہ لگوائیں تو آپ کے خزانہ میں مستقل نیکی جمع ہو سکتی ہے اس لئے زیادہ سے زیادہ رسالہ نئے سے نئے ہاتھوں تک بھجوا کر صدقہ جاریہ اپنے لئے جمع کر سکتے ہیں۔
رسالہ کی تصحیح میں بفضل خدا بہت محنت سے کی جاتی ہے علماء کی نگرانی میں لفظی اور معنوی ہر طرح کی تصحیح و تصدیق کے بعد رسالہ پریس میں جاتا ہے اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ جائے تو ازراہ کرم ادارہ کو مطلع فرمایا کیجیے۔
ایام تشریق
اور اس کی معلومات اندر صفحہ ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں
تکبیرات تشریق پڑھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر ہر فرض نماز کے بعد ضروری ہے
مرد اونچی آواز سے
تکبیرات تشریق
اور خواتین آہستہ پڑھیں
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد
قربانی کی کھالوں کا ایک مستحق ادارہ
جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور کے طلباء کے لئے پکنے والے سالن (آلو گوشت) میں سے ایک بوٹی پر حق تعالیٰ کی قدرت سے
محمد
لکھا ہوا ہے آپ کے سامنے ہدیۂ ناظرین ہے۔
اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک نمونہ
ادارہ میں گائے اور بکرے کی قربانی کا انتظام بھی ہے۔
جامعہ عبداللہ بن عمر
23- کلومیٹر فیروزپور روڈ
(سوا گجومتہ) نزد کاہنہ نو۔ لاہور
فون: 042-5272270
042-5272280
موبائل: 0300-4138738
http:www.hadaaya.com